ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اشرف مجددی

سبل الهدیٰ والرشاد
فی سیرة خیر العباد
کے باب سوم کا
اردو ترجمہ
مصنف
امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ
المتوفی ۹۴۲ھ
مترجم
حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات

صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصل اوّل

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح بنوزُھرہ میں کیوں کیا

حضرت امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن برقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عباس بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے اُنہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہم سردیوں کے سفر میں یمن آئے، میں ایک یہودی عالم کے پاس ٹھہرا۔ اہلِ کتاب میں سے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تم کس خاندان کے ہو؟ میں نے کہا قریش سے، اس نے پوچھا قریش کی کس شاخ سے؟ میں نے جواب دیا بنو ہاشم سے، اس نے کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے بدن کا کوئی حصہ دیکھ لوں؟ میں نے کہا ہاں شرط یہ ہے کہ ستر کا مقام نہ ہو۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے میرا ایک نتھنا کھولا اور اس میں نظر دوڑائی پھر دوسرے نتھنے میں دیکھا اور پھر یوں کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے میں ملک ہے۔ ہم یہی کچھ بنوزھرہ میں بھی پاتے ہیں۔ یہ کیسے ہوگا؟ میں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ پھر پوچھا کیا تمہاری ''شَاعة'' ہے؟ میں نے پوچھا ''شَاعة'' کیا ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ''شَــاعة'' بیوی کو کہتے ہیں۔ میں نے کہا اب تو نہیں، وہ کہنے لگا جب واپس پلٹو تو ان میں شادی کرنا۔ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس آئے تو ھالہ بنت اُھَیب بن عبدمناف سے شادی کر لی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ جن سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کے مقابل کامیاب ہو گئے۔

وضاحت: بیوی کو "شَاعة" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کی متابعت میں رہتی ہے۔

شِيْعَةُ الرَّجُلِ کا معنی ہے آدمی کے مددگار، متابعت کرنے والے۔

والد محترم کا حُسن

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا حسین وجمیل مرد دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی مستورات کے پاس آئے تو ان میں سے ایک کہنے لگی تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کرے اور وہ نور حاصل کرلے جو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے مجھے تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور نظر آرہا ہے۔ اس پر حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے نکاح کرلیا۔

کاہنہ کی خبر

امام زُبیر بن بَکّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت .... [1] سے روایت کی کہ سَوْدَہ بنتِ زُهرہ بن کِلاب نامی کاہنہ عورت نے بنو زُهرہ کو ایک روز کہا تمہارے اندر ایک نذیرہ (ڈرسنانے والی عورت) ہے جو ایک نذیر (ڈرسنانے والے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو جنم دے گی۔ اپنی لڑکیاں میرے سامنے لاؤ۔ چناں چہ وہ لڑکیاں اس کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس نے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں ایک بات کی جس کا ظہور کچھ عرصہ کے بعد ہوا۔ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کے سامنے پیش کیا گیا کہنے لگی یہی نذیرہ ہے۔ جن کے ہاں ایک نذیر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوگی۔ ان کی شان اور برہان واضح ہوگی۔ جب اس کاہنہ سے جہنم (دوزخ) کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی نذیر (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بارے میں بتائیں گے۔

---

[1] اصل کتاب میں نام درج ہونے سے رہ گیا ہے۔

وصل ثانی

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر میں آنا اور اس سلسلہ میں نشانات کا ظہور

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام یونس بن بکیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واسطہ سے امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا لوگوں کا گمان ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اُن کو ساتھ لے کر بنی اسد بن عَبدالعُزّٰی بن قُصَیّ قبیلہ کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگی اے عبداللہ! کہاں جا رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ۔ وہ کہنے لگی میرے پاس تمہاری خاطر اسی طرح کے اونٹ ہیں جو تمہارے فدیہ میں ذبح کیے گئے۔ ابھی میرے ساتھ مباشرت کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: میں اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ ہوں، نہ ان کی مرضی کے خلاف کر سکتا ہوں اور نہ ہی ان سے علیحدہ ہو سکتا ہوں، میں ان کی حکم عدولی کا ارادہ بالکل نہیں رکھتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر نکلے او روہب بن عبد مناف بن زُھرہ کے ہاں پہنچے۔ اس وقت وھب نسب اور شرافت کے اعتبار سے بنوزُھرہ کے سردار تھے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح آمنہ بنت وہب بن عبد مناف سے کر دیا۔ وہ اس وقت نسب اور منزلت کے اعتبار سے قریش کی عورتوں میں سب سے افضل تھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کا ان کے ساتھ نکاح ہو چکا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ان کے پاس تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے ہمبستری کی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شکمِ اطہر میں جاگزیں ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے نکلے اور اس عورت کے پاس سے گزرے جس نے آپ رضی اللہ عنہ سے وہ فرمائش کی تھی۔ لیکن اب کی بار اس نے کچھ نہ کہا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہ آج تم وہ کچھ میرے سامنے پیش نہیں کرتیں

جس چیز کی پیش کش کل کی تھی۔ وہ عورت کہنے لگی کل جو نور تمہارے ساتھ تھا آج وہ تم سے الگ ہو چکا ہے۔ لہٰذا آج مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

وہ عورت اپنے بھائی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے باتیں سنا کرتی تھی۔ وہ دورِ جاہلیت میں عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے۔ اور کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بنی اسماعیل میں ایک نبی اس امت میں مبعوث ہونے والا ہے اس بارے میں اشعار بھی کہہ رکھے تھے اس کا نام اُمِّ قتّال تھا اس کے اشعار درج ذیل ہیں:۔

اَلْاٰنَ وَقَدْ ضَيَّعْتَ مَا كُنْتَ قَادِرًا عَلَيْهِ وَفَارَقَكَ النُّوْرُ الَّذِیْ جَاءَ بِیْ بِكَا

ترجمہ: اب (مجھے میری پیش کش یاد دلاتے ہو) جب کہ وہ چیز اب آپ سے ضائع ہو چکی ہے جس پر تم قادر تھے۔ اور وہ نور تم سے جدا ہو چکا جس کے ساتھ تم میرے پاس آئے تھے۔

غَدَوْتَ عَلَيْنَا حَافِلًا فَلَا قَدْ بَذَلْتَهُ هُنَاكَ لِغَيْرِیْ فَالْحَقَنَّ بِشَأْنِكَا

ترجمہ: اب تم ہمارے ساتھ اکٹھے ہونے کے ارادہ سے آئے ہو لیکن اب یہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ آپ نے اس نور کو میرے علاوہ کسی اور پر صرف کر دیا ہے اب اپنی راہ لو۔

وَلَا تَحْسَبَنِّی الْيَوْمَ خِلْوًا وَلَيْتَنِیْ اَصَبْتُ جَنِيْنًا مِّنْكَ يَاعَبْدَ دَارِ كَا

ترجمہ: آج تم مجھے نکاح کے بغیر خیال نہ کرو کاش اے عبدالدار! میں تم سے بیٹا حاصل کر پاتی۔

وَلٰكِنَّ ذَا كَمْ صَارَفِیْ آلِ زُهْرَةٍ بِهٖ يَدْعَمُ اللّٰهُ الْبَرِيَّةَ نَاسِكَا

ترجمہ: لیکن کتنا عرصہ ہوا وہ نور آلِ زُہرہ میں منتقل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور کے ذریعہ سے مخلوق میں سے کتنے عابدوں کو راہِ راست پر قائم فرما دے گا۔

یہ اشعار بھی اسی عورت کے ہیں:۔

عَلَيْكَ بِآلِ زُهْرَةَ حَيْثُ كَانُوْا وَآمِنَةَ الَّتِیْ حَمَلَتْ غُلَامًا

ترجمہ: آلِ زُہرہ جہاں بھی ہوں اُن کو اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو لازم پکڑو کیوں کہ وہ خوش نصیب بی بی ہیں

جنہوں نے (اپنے) لختِ جگر کو پیٹ میں لے لیا ہے۔

تَرَی الْمَھْدِیَّ حِیْنَ تَرٰی عَلَیْھَا وَنُوْرًا قَدْ تَقَدَّمَهٗ أَمَامَا

ترجمہ: جب تم ان سے مباشرت کرو گے تو ایک ہدایت یافتہ انسان اور نور کو دیکھو گے۔

فَکُلُّ الْخَلْقِ یَرْجُوْهُ جَمِیْعًا یَسُوْدُ النَّاسَ مُھْتَدِیًا اِمَامَا

ترجمہ: ساری مخلوق آپ کی ذات سے اُمیدیں وابستہ کرے گی آپ سارے لوگوں کے سردار ہوں گے، راہِ راست پر گامزن ہوں گے اُن کے پیشوا ہوں گے۔

بَرَاهُ اللّٰهُ مِنْ نُوْرٍ صَفَاءً فَأَذْھَبَ نُوْرُهٗ عَنَّا الظَّلَامَا

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی کدورت کے نور سے پیدا فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہماری تاریکیوں کو دور کر دے گا۔

وَذٰلِکَ صُنْعُ رَبِّیْ اِذْ حَمَاهُ اِذَا مَا سَارَ یَوْمًا اَوْ اَقَامَا

ترجمہ: یہ میرے رب کی صنعت ہے کیوں کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرے گا جس دن چلیں گے یا اقامت پذیر ہوں گے۔

فَیَھْدِیْ اَھْلَ مَکَّةَ بَعْدَ کُفْرٍ وَیَفْرِضُ بَعْدَ ذٰلِکُمُ الصِّیَامَا

ترجمہ: وہ اہلِ مکہ کو کفر کے بعد ہدایت دے گا اور اس کے بعد روزے فرض کرے گا۔

دوسرا قصہ: امام اَبُوْنُعَیْم رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ، امام خرائطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور اُنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اَبُوالْفَیَّاض خَثْعَمِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے، اور امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اَبُوْیَزِیْد مَدِیْنِیّ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب اپنے بیٹے کو نکاح

کے لئے لے کر نکلے تو آپ کا گزر اہلِ تبالہ کی ایک یہودی کاہنہ سے ہوا اس نے کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ اس کا نام فاطمہ بنت مُرخَثعَمِیَّہ تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ اقدس میں نورِ نبوت دیکھا۔ تو اس نے فرمائش کی کہ اے نوجوان! کیا تمہیں میرے ساتھ ابھی ہمبستری کی رغبت ہے، میں آپ کو ایک سو اونٹ پیش کروں گی؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:۔

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ　　وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَأَسْتَبِيْنَهٗ

فَكَيْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِىْ تَبْغِيْنَهٗ　　يَحْمِى الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

ترجمہ: (۱) حرام کے ارتکاب سے موت کم تر درجے کی مصیبت ہے۔ اور حلال اس وقت تک حلال نہیں جب تک میں اچھی طرح سے اس کی وضاحت نہ کرالوں۔

ترجمہ: (۲) جس کام کی تم فرمائش کرتی ہو کیسے ممکن ہے۔ معزز آدمی اپنے دین اور عزت کو بچا کر رکھتا ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اور آپ کے پاس تین دن تک قیام کیا۔ پھر اسی عورت کے پاس سے آپ کا گزر ہوا تو اس نے آپ کو کچھ نہ کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا تم آج وہ پیش کش نہیں کرتیں جو کل تم نے کی تھی؟ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں فلاں کا بیٹا ہوں۔ وہ کہنے لگی تم وہ نہیں ہو اور اگر تم وہی ہو تو میں نے تمہاری آنکھوں کے درمیان نور دیکھا تھا جو آج مجھے نظر نہیں آ رہا۔ تم نے مجھ سے جدا ہو کر کیا کیا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا، اس پر وہ گویا ہوئی خدا کی قسم! مجھے کچھ شک نہیں ہے۔ لیکن میں نے تمہارے چہرے میں نور دیکھا تھا تو میں نے چاہا وہ مجھ میں منتقل ہو جائے اللہ تعالیٰ کا ارادہ جس کو سپرد کرنے کا تھا اس کے علاوہ وہ راضی نہ ہوا۔ جاؤ اور اسے بتاؤ کہ روئے زمین سے افضل ترین ہستی اس کے شکم میں جاگزیں ہو چکی ہے، پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگی:۔

اِنِّىْ رَاَيْتُ مَخِيْلَةً لَمَعَتْ　　فَتَلَأْلَأَتْ بِحَنَاتِمِ الْقَطْرِ

ترجمہ: میں نے ایک بادل دیکھا جس سے بارش کی اُمید تھی وہ چمک اٹھا۔ پھر وہ قطرات والے سیاہ بادلوں کی طرح چمکنے لگا۔

فَلِمَا ئِهَا نُوْرٌ يُضِيْءُ لَهٗ　　مَا حَوْلَهٗ كَاِضَاءَةِ الْبَدْرِ

ترجمہ: اس کے پانی میں روشنی تھی جس کے باعث اس کا اردگرد چمکنے لگا جس طرح چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے۔

وَرَجَوْتُهَا فَخْرًا اَبُوْءُ بِهٖ　　مَا كُلُّ قَادِحٍ زَنْدَہٗ يُوْرِیٰ

ترجمہ: میں نے اس بادل کی اُمید کی کہ فخر سے اس کے ساتھ لوٹوں گی (لیکن تقدیر کے ہاتھوں بے بس تھی کیوں کہ) ہر آگ حاصل کرنے کے خواہش مند کا چقماق روشن نہیں ہوتا۔

لِلّٰهِ مَا زُهْرِيَّةٌ سَلَبَتْ　　ثَوْبَيْكَ مَا اسْتَلَبَتْ وَمَاتَدْرِیْ

ترجمہ: خدا کی قسم! بنی زُہرہ کی عورت نے جو تمہارے کپڑے اتارے اور جو کچھ تم سے چھین لیا وہ اس حال میں تھا کہ تمہیں علم نہ ہو سکا۔

اس نے یہ اشعار بھی کہے:۔

بَنِیْ هَاشِمٍ قَدْغَادَرَتْ مِنْ اَخِيْكُمْ　　اُمَيْنَةُ اِذْ لِلْبَاهِ يَعْتَلِجَانِ

ترجمہ: اے بنی ہاشم! حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے تمہارے ایک فرد کو اس طرح چھوڑ دیا ہے جب وہ دونوں شہوت کی قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے۔

كَمَا غَادَرَ الْمِصْبَاحُ بَعْدَ خُبُوِّهٖ　　فَتَائِلُ قَدْ مِيْثَتْ لَهٗ بِدِهَانِ

ترجمہ: جس طرح چراغ اپنے گل ہو جانے کے بعد فتیلوں کو اس حال میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اس کے تیل میں بھیگے ہوئے ہوتے ہیں۔

وَمَا كُلُّ مَايَحْوِی الْفَتٰى مِنْ تِلَادِهٖ　　بِحَزْمٍ وَّلَامَا فَاتَهٗ بِتَوَانِیْ

ترجمہ: سب کچھ وہی نہیں ہوتا جو کچھ ایک آدمی اپنی احتیاط کے ساتھ مال و دولت جمع کر لیتا ہے اور نہ ہی وہ سب کچھ ہوتا ہے جو سستی کے باعث انسان کھو دیتا ہے۔

فَاَجْمِلْ اِذَا طَالَبْتَ اَمْرًا فَاِنَّهٗ　　سَيَكْفِيْكَهٗ جَدَّانِ يَصْطَرِعَانِ

ترجمہ: تو جب تو کسی معاملہ کی طلب کرے تو اچھے انداز سے کر کیوں کہ بعض اوقات ایک انسان کے لئے آباء واجداد میں دو ہی کفایت کرتے ہیں جب کہ وہ گتھم گتھا ہوں۔

سَیَکْفِیْکَہٗ اِمَّا یَدٌ مُقْفَعِلَّةٌ وَاِمَّا یَدٌ مَّبْسُوْطَةٌ بِبَنَانِ

ترجمہ: اس کو کفایت کرتا ہے یا تو وہ ہاتھ جو بند ہو یا وہ ہاتھ جو پوروں سمیت کھلا ہو۔

وَلَمَّا قَضَتْ مِنْهُ اُمَیْنَةُ مَا قَضَتْ نَبَا بَصَرِیْ عَنْهُ وَکَلَّ لِسَانِیْ

ترجمہ: اور جب حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے پوری طرح سے وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو حاصل کیا میری نظر اس سے اُٹھ گئی اور میری زبان گونگی ہوگئی۔

امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت یزید بن عبداللّٰہ بن وھب بن زَمُعه رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے اپنے چچا سے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ ہم سنا کرتے تھے کہ جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں جاگزیں ہوئے تو آپ فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے کچھ احساس نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شکم میں جاگزیں ہیں اور مجھے اس طرح کا کوئی بوجھ محسوس نہ ہوا جس طرح کہ عورتیں حالتِ حمل میں محسوس کرتی ہیں۔ ہاں حیض کا نہ آنا میرے لئے نامانوس امر تھا، کبھی وہ ختم ہو جاتا اور کبھی جاری ہو جاتا۔

میرے پاس ایک آنے والا اس حالت میں آیا کہ میں نینداور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم حاملہ ہو؟ میں نے اس کو جواب میں کہا مجھے کچھ پتہ نہیں۔ اس نے کہا کہ اس امت کا سردار اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے شکم میں ہیں۔ وہ پیر کا دن تھا۔ اور (کہا) اس کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک نور نکلے گا جو سرزمینِ شام میں بصریٰ کے محلات کو روشنی سے بھر دے گا۔ جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد رکھنا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس سے مجھے حاملہ ہونے کا یقین ہو گیا۔ پھر اس آنے والے نے وقفہ کیا حتیٰ کہ جب ولادت کا وقت قریب آ گیا تو وہی میرے پاس آیا اور کہنے لگا یوں کہو:

اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدِ

ترجمہ: میں ہر حسد کرنے والے سے، اس کیلئے یکتا ذات کی پناہ چاہتی ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں یہ الفاظ کہتی رہتی میں نے اس کا ذکر اپنے قبیلہ کی عورتوں سے کیا تو اُنہوں نے کہا اپنے بدن پر اپنے دونوں بازوؤں کے اوپر اور اپنی گردن پر لوہے کا ٹکڑا لٹکا لو چناں چہ میں نے ایسے کر لیا وہ میرے جسم پر چند دنوں تک باقی نہ رہتا مجھے معلوم ہوتا کہ وہ ٹکڑا کاٹ دیا گیا ہے۔ اس پر میں اسے نہ لٹکایا کرتی۔

(کسی شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں)

حَمَلَتْهُ آمِنَةٌ وَّقَدْ شُرِفَتْ بِهٖ   وَتَبَاشَرَتْ كُلُّ الْاَنَامِ بِقُرْبِهٖ

ترجمہ: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو شرف اور بزرگی عطاء ہوئی تمام مخلوق نے آپ علیہ السلام کے قرب کی بشارت دی۔

حَمْلًا خَفِيْفًا لَمْ تَجِدْ اَلَمًا بِهٖ   وَتَبَاشَرَتْ وَحْشُ الْفَلَا فَرَحًا بِهٖ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمل بہت ہلکا تھا اس سے کوئی تکلیف آپ رضی اللہ عنہا نے محسوس نہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جنگل کے وحشی جانوروں نے ایک دوسرے کو خوش خبری دی۔

وَاسْتَبْشَرَتْ مِنْ نُّوْرِهِنَّ وَكَيْفَ لَا   وَهُوَ الْغِيَاثُ وَرَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

ترجمہ: اُنہوں نے اپنے نور کے باعث بشارتیں حاصل کیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مددگار اور اپنے پروردگار کی طرف سے رحمت ہیں۔

وضاحت: اس حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حمل کے باعث بوجھ محسوس نہ فرمایا، اَلزَّهْرُ الْبَاسِم میں ہے کہ حضرت شداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں اس کے برعکس ہے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ حمل مبارک کے آغاز میں بوجھ تھا لیکن اس کے باقی رہنے کے زمانہ میں ہلکا پن تھا۔ یہ کیفیت اس لئے تھی کہ یہ حمل بھی خارقِ عادت ہو۔ میں کہتا ہوں کہ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

حضرت بُرَیْدَہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ جب حضرت

Marfat.com
Marfat.com

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ مبارک میں تھے، اُنہوں نے ایک خواب دیکھا جس میں آپ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ تمہارے پیٹ میں مخلوق میں سب سے بہتر اور سارے جہانوں کے سردار ہیں۔ جب ان کی ولادت ہو ان کا نام ''احمد'' یا ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا اور ان کے جسم پر یہ لٹکا دینا۔ جب آپ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آپ نے اپنے سر کے قریب سونے کا ایک صحیفہ پایا جس پر یہ لکھا ہوا تھا:

اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: میں اس کے لئے ہر حسد کرنے والے کے شر سے خدائے یکتا کی پناہ طلب کرتی ہوں۔

وَکُلِّ خَلْقٍ زَائِدٍ مِنْ قَائِمٍ وَّقَاصِدٍ

ترجمہ: ہر بڑھنے والی مخلوق سے جو کھڑی ہو یا چل رہی ہو۔

عَنِ السَّبِیْلِ حَائِدٍ عَلَی الْفَسَادِ جَاھِدٍ

ترجمہ: سیدھی راہ سے اِعراض کرنے والی اور فساد مچانے میں کوشش کرنے والی سے۔

مِنْ نَّافِثٍ اَوْ عَاقِدٍ وَکُلُّ خَلْقٍ مَّارِدٍ

ترجمہ: پھونک مارنے والی یا گرھیں لگانے والی اور ہر مخلوق میں سے سرکشی کرنے والی سے۔

یَاْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ فِیْ طُرُقِ الْمَوَارِدِ

ترجمہ: گھاٹوں کی راہوں میں کمین گاہیں بنانے والی سے۔

میں ان سب کو عظمت والے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے روکتی ہوں۔ ان سے بچانے کے لئے برتر ہاتھ اور نہ دکھائی دینے والی پناہ کا اس کے گرد حلقہ بناتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے اوپر ہے اور اس کا پردہ ان میں سے سرکشوں کے آگے ہے۔ وہ انہیں بیٹھنے، نیند، سفر اور اقامت کی حالت میں رات کے آغاز اور دن کے اختتام پر نہ بھگا سکیں گے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکیں گے۔

اس حدیث کو امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اس کی سند بہت ضعیف ہے میں نے اس کو صرف اس لئے یہاں ذکر کیا ہے تاکہ میں اس کے ضعف پر تنبیہ کروں کیوں کہ یہ روایت مولود ناموں میں شہرت رکھتی ہے۔

حافظ ابوالفضل عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے میلاد نامہ میں تحریر فرمایا کہ حدیث پاک کے یہ الفاظ ''اس کوان کے جسم پر لٹکانا'' آخر تک'' کے الفاظ بعض قصہ گولوگوں نے اس میں شامل کر لئے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں تھے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ آپ کا نام احمد رکھیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خالد بن مَعْدَان رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے بارے میں ہمیں بتائیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَبُشْرٰی عِیْسٰی وَرَاَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ کَاَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَ تْ لَہٗ قُصُوْرُ بُصْرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ۔

ترجمہ: میں اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ جب میں بصورتِ حمل اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھا تو اُنہوں نے مشاہدہ فرمایا گویا ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے سرزمینِ شام میں واقع بُصْرٰی کے محلات روشن ہو گئے۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بصورتِ حمل میرے شکم میں جلوہ گر ہوئے۔ مجھے اس کے باعث ولادتِ پاک تک کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

آغازِ حمل کے دن میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ایامِ تشریق میں ہوا، اس صورت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت رمضان میں ہوئی۔ ایک قول ہے کہ عاشورا کے روز حمل کا آغاز ہوا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

علامہ ابوزکریا یحیی بن عائذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مولود نامہ میں لکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر میں کامل نو ماہ تک جاگزیں رہے۔اس دوران ان کو نہ کوئی درد لاحق ہوا نہ ہی غم واندوہ اور نہ ہی ان تکالیف میں سے کوئی تکلیف جو حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہیں۔

اَلْغُرَر میں فرمایا: کہ یہی مدتِ حمل صحیح ہے۔بعض علمانے فرمایا کہ مدتِ حمل دس ماہ تھی اور بعض نے کہا کہ آٹھ ماہ اور بعض نے سات ماہ بھی بیان کی ہے۔

تنبیہ اوّل حافظ ابوالفضل عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ عنقریب ایک اور روایت آرہی ہے جس میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت بھی اپنے آپ سے نور نکلتے دیکھا تھا۔اور یہ روایت ''اَوْلٰی'' ہے کیوں کہ اس کی سندیں متصل ہیں۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو مرتبہ نور نکلا ہو ایک دفعہ جب حمل مبارک کا استقرار ہوا اور دوسری بار جب آپ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔اور اس کے تسلیم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔اس صورت میں دونوں احادیث میں تعارض بھی نہیں رہے گا۔

حضرت شیخ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا روایت کے یہ الفاظ ''جب حمل مبارک کا استقرار ہوا اس وقت نور نکلا'' اس کا معنی ہے کہ یہ واقعہ دورانِ حمل حالتِ خواب کا تھا لیکن ولادتِ مبارکہ کی رات کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نور کے نکلنے کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا۔

تنبیہ دوم: بعض مشکل الفاظ کی وضاحت:

آن : اس وقت کا نام ہے جس میں تم ہو۔

تَبَالہ : تا اور پھر با کے ساتھ دونوں پر زبر ہے۔یہ یمن کا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔

وصل سوم

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا انتقال اس وقت ہوا جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ حمل اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی پر جزم فرمایا۔ امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بلاذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روایت کو ترجیح دی۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کو صحیح قرار دیا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہی مشہور ہے۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: زیادہ سیرت نگار اسی پر ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قَیس بن مَخرَمَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصحیح کو برقرار رکھا۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کچھ اور علماء نے فرمایا: کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اس وقت ہوا جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک دو ماہ تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہد میں تھے اس وقت آپ کے والدِ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ اس صورت میں (پھر اختلاف ہے) ایک قول ہے عمر مبارک اس وقت دو ماہ تھی، ایک قول ہے اٹھائیس ماہ تھی، ایک قول کی رو سے اس وقت عمر مبارک ۹ ماہ تھی۔ امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ دُوُلَابِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی یہ اکثر علماء کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اگرچہ بہت سے علماء کا قول ہے لیکن اکثر کا قول نہیں ہے۔

امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ایوب بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ان دونوں نے فرمایا: کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں غزہ کے شہر کی طرف قریش کے قافلوں میں سے ایک قافلہ کے ساتھ نکلے جنہوں نے

تجارت کا سامان لادا ہوا تھا۔ تجارت سے فراغت کے بعد جب واپس پلٹے تو ان کا گزر مدینہ منورہ سے ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بیمار تھے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے ننھیال **بنی عدی بن نجار** میں رُک جاتا ہوں چناں چہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاں بیماری کی حالت میں ایک ماہ تک قیام پذیر رہے۔ آپ کے ساتھی روانہ ہو گئے اور مکہ مکرمہ پہنچ آئے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے اپنے لختِ جگر کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا ہم نے اُنہیں ان کے **ننھیال بنی عدی بن نجار** کے ہاں چھوڑا ہے اس وقت وہ بیمار تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنے سب سے بڑے لڑکے حارث کو بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ ان کا وصال ہو چکا ہے اور **دارِ نابغہ** میں ان کو دفن کر دیا گیا ہے۔ وہ واپس آیا اور بتایا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھیوں، بھائیوں اور بہنوں کو اس پر بہت غم ہوا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حمل کی حالت میں تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کے وقت پچیس برس کے تھے۔

امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال اور عمر کے بارے میں یہ روایت سب سے زیادہ قوی ہے۔ حافظ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور مرد سے شادی کی۔

اَخَذَ الْاِلٰهُ اَبَا الرَّسُوْلِ وَلَمْ یَزَلْ بِرَسُوْلِهِ الْفَرْدِ الْیَتِیْمِ رَحِیْمًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد کو اُٹھا لیا اور وہ ہمیشہ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مہربان رہا جو اکیلے اور یتیم تھے۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِمُفْرَدٍ فِیْ یُتْمِهٖ وَالدُّرُّ اَحْسَنُ مَایَکُوْنُ یَتِیْمَا

ترجمہ: میری جان قربان اس ہستی پر جو یتیمی کی حالت میں اکیلی رہ گئی، اور موتی بھی وہ بہتر ہوتا ہے جو اکیلا ہو۔

نکتہ: امام ابو حَیَّان رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر ''اَلْبَحْرُ الْمُحِیْط'' میں،اور دیگر علمائے کرام نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرف اس لئے یتیم پیدا ہوئے تا کہ مخلوق میں سے کسی کا حق آپ کے ذمہ نہ ہو۔

علامہ ابن عماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''کَشْفُ الْاَسْرَار'' میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش یتیمی کی حالت میں کی کیوں کہ ہر بڑے کی بنیاد چھوٹی ہوتی ہے اور ہر حقیر کا انجام عظیم ہوتا ہے۔ نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی عزت کے مراتب پر پہنچ جائیں تو اپنے معاملہ کے آغاز پر غور فرمائیں تا کہ آپ جان لیں کہ عزت والا وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ عزت دے اور یہ کہ آپ کی قوت آپ کے آبائے کرام، اُمہاتِ عظام اور مال کے باعث نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقیروں اور یتیموں پر رحم کریں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے مَرْثِیَہ میں یوں اشعار کہے: جیسا کہ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلْمُبْتَدا'' میں،اور امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''طبقات'' میں لکھا ہے:

عَفَا جَانِبُ الْبُطْحَاءِ مِنَ ابْنِ هَاشِمٍ وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَمَاغِمِ

ترجمہ: بطحا کی جانب نے حضرت ہاشم (رضی اللہ عنہ) کے ایک بیٹے کو ہلاک کر ڈالا وہ پردوں میں جا نکلا اور قبر میں جاگزیں ہو گیا۔

دَعَتْهُ الْمَنَايَا بَغْتَةً فَاَجَابَهَا وَمَاتَرَكَتْ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

ترجمہ: موت نے اسے اچانک آواز دی اس نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا موت نے ہاشم (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کی مثل لوگوں میں نہ چھوڑی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهُ يُعَاوِرُهُ اَصْحَابُهُ فِي التَّزَاحُمِ

ترجمہ: شام کو وہ اس کی چارپائی اُٹھائے ہوئے چل پڑے اس کے ساتھی جمگھٹے میں باری باری اُن کی چارپائی کو

تھامتے جاتے تھے۔

فَاِنْ یَّکُ غَالَتُہُ الْمَنَایَا وَرَیْبُھَا　　فَقَدْ کَانَ مِعْطَاءً کَثِیْرَ التَّرَاحُمِ

ترجمہ: اگرچہ موت اور اس کی گردش نے اسے اچانک آدبوچا لیکن وہ کثرت سے لوگوں کو عطاء کرنے والے اور بہت زیادہ رحم کھانے والے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اشعار بھی اسی سلسلہ میں کہے تھے۔انہیں علامہ قاسم وزیری مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے ان اشعار میں بھی وہ اپنے خاوند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مَرْثِیَّہ کہتی ہیں:۔

اَضْحَی ابْنُ ھَاشِمٍ فِیْ مَھْمَاءَ مُظْلِمَۃٍ　　فِیْ حُفْرَۃٍ بَیْنَ اَحْجَارٍ لَّدَی الْحَصَرِ

ترجمہ: حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا تاریک بے آب وگیاہ بیابان یعنی پتھروں کے درمیان قبر کے گڑھے میں چلا گیا جو تنگ جگہ پر واقع ہے۔

سَقٰی جَوَانِبَ قَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ　　غَیْثٌ اَحَمَّ الذُّرٰی مَلآن ذُوْدُرَرٍ

ترجمہ: بھرپور بارش اس قبر کے اطراف کو سیراب کرے جس میں آپ ساکن ہیں ایسی بارش جو لگاتار آنسو بہائے اور وہ بارش موتیوں والی ہو۔

حضرت محمد بن عمر اسلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امِّ ایمن لونڈی، پانچ اونٹ اور بکریوں کا ایک ریوڑ ترکہ چھوڑا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چیزیں اپنے والدِ ماجد کی وراثت میں پائیں۔

وصل چہارم

تاریخِ ولادت اور مقامِ ولادت حضرت سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہ وصل دو حصوں میں منقسم ہے

حصہءِ اوّل سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے دن، مہینے اور سال کے بیان میں

درست یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے روز ہوئی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَاکَ یَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِیْہِ اَوْقَالَ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی، یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی میں مجھ پر وحی کا آغاز ہوا۔

حضرت یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ آپ پر وحی کا آغاز پیر کے دن ہوا آپ کا وصال پیر کے دن ہوا۔ حجرِ اسود کو پیر کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھایا۔

امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک سند میں ہے کہ سورہ مائدہ کی یہ آیت:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ.

ترجمہ: آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔
پیر کے دن نازل ہوئی نیز واقعہءِ بدر بھی پیر کے دن ہوا۔

امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا محفوظ روایت یہ ہے کہ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ''۔
جمعہ کے دن نازل ہوئی اور جنگِ بدر بھی جمعہ کے دن بپا ہوئی۔

امام زبیر بن بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مَعْرُوْف بن حَرَّبُوْذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پیر کے دن طلوعِ فجر کے وقت ہوئی۔

حافظ ابوالفضل عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلْـمَـوْرِد'' میں فرمایا: درست یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دن کو ہوئی۔ سیرت کا بیان کرنے والے علماء نے یہی روایت کی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت نصف النہار کے وقت ہوئی علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی پر جزم فرمایا علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں اسی قول کو صحیح قرار دیا۔

کسی شاعر نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

یَـاسَـاعَةً فَتَحَ الْهُدٰی اَرْفَادَهَا لُطْفًا وَّقَدْ مَنَحَ الْجَزَا اِسْعَادَهَا

ترجمہ: اے وہ گھڑی! جس میں ہدایت نے مہربانی کر کے اپنی بخششوں کے دروازے کھول دیئے اور جزا نے اپنی مدد عطاء کر دی۔

لَاحَتْ بِشَهْرِ رَبِیْعِ الزَّاكِی الَّذِیْ فَـاقَ الشُّهُوْرَ جَلَالَةً اِذْسَادَهَا

ترجمہ: وہ گھڑی پاکیزہ مہینے ربیع میں چمک اُٹھی جو تمام مہینوں سے بزرگی میں فوقیت لے گیا۔ جب اس نے ان

سے سیادت میں مقابلہ کیا۔

حَیْثُ النُّبُوَّۃِ اَشْرَقَتْ بِمَآثِرٍ　　کَالشُّھُبِ لَایُحْصِی الْوَرٰی تَعْدَادَھَا

ترجمہ: جب کہ نبوت اپنی عظمتوں کے ساتھ چمک اُٹھی وہ عظمتیں ٹوٹے ہوئے ستاروں کی طرح روشن تھیں ساری دنیا بھی مل کر ان کی تعداد کا شمار نہیں کرسکتی۔

حَیْثُ الْاَمَانَۃُ وَالرِّسَالَۃُ قَدْ بَدَتْ　　یُعْلِی لِمَکَّۃَ غَوْرَھَا وَنِجَادَھَا

ترجمہ: جب کہ امانت اور رسالت ظاہر ہوگئی اور وہ مکہ مکرمہ کے نشیب وفراز پر چھا گئی۔

علامہ ابن دِحْیَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا وہ روایت جس میں ہے ''ستارے زمین کے قریب آگئے'' ضعیف ہے کیوں کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ولادتِ مبارکہ رات کو ہوئی۔

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ امر اس روایت کے ضعیف ہونے کی علت نہیں ہوسکتا کیوں نبوت کا زمانہ خارقِ عادت امور کے ظہور کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ستارے دن کو گر پڑیں۔

شعر

یَاسَاعَۃً نِلْنَا السَّعَادَۃَ وَالْھَنَا　　فِیْھَا بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٖ

ترجمہ: اے مبارک ساعۃ! تیری برکتوں کے کیا کہنے ہم نے اس میں سارے جہانوں سے بہتر ہستی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سعادت اور برکتیں پائیں۔

تَمَّتْ لَنَا اَفْرَاحُھَا بِظُھُوْرِہٖ　　وَتَکَمَّلَتْ فِیْ شَھْرِ مَوْلِدِ اَحْمَدٖ

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی کے ساتھ اس ساعت کی فرحتیں کامل ہوگئیں۔ اور حضرت سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ پاک کے مہینے میں وہ بدرجہ کمال تک پہنچ گئیں۔

کسی شاعر نے یوں کہا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرمائے:۔

تَوَالَتْ اُمُوْرُ السَّعْدِ فِیْ خَیْرِ سَاعَۃٍ　　بِمَوْلِدِ خَیْرِ الرُّسُلِ فِیْ سَاعَۃِ السَّعْدِ

ترجمہ: بہترین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے باعث اس بابرکت ساعت میں مبارک امور

Marfat.com

کثرت سے واقع ہوئے۔

فَیَاطِیْبَ أَوْقَاتٍ وَّیَاطِیْبَ مَوْلِدٍ وَیَاطِیْبَ مَوْلُوْدٍ حَوٰی سَائِرَ الْمَجْدِ

ترجمہ: کتنا پاکیزہ وقت تھا کتنا پاکیزہ مقامِ ولادت تھا۔ کتنا ہی پاکیزہ مولد تھا جس نے تمام بزرگیوں کو سمیٹ لیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جمہور علماء کا قول ہے کہ ولادتِ باسعادت ماہِ ربیع الاول شریف میں ہوئی۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مشہور قول یہی ہے بعض علماء نے کہا اس بارے میں اجماع منقول ہے۔

یَقُوْلُ لَنَا لِسَانُ الْحَالِ مِنْهُ وَقَوْلُ الْحَقِّ یَعْذُبُ لِلسَّمِیْعِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زبانِ حال سے ہمیں بتا رہے تھے یہ ایک سچی بات ہے اور سننے والے کو بھاتی ہے۔

فَوَجْهِیْ وَالزَّمَانُ وَشَهْرُ وَضْعِیْ رَبِیْعٌ فِیْ رَبِیْعٍ فِیْ رَبِیْعٍ

ترجمہ: میری ذات، میری ولادت کا وقت، میری ولادت کا شہر سب کچھ بہار در بہار در بہار ہیں۔

بعض عرفاء نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت موسمِ بہار میں ہوئی جو موسموں میں سب سے معتدل ہے اس موسم کے روز وشب گرمی اور سردی کے اعتبار سے معتدل ہوتے ہیں۔ اس کی نسیم خشکی اور رطوبت میں اعتدال پر ہوتی ہے۔ اس موسم میں سورج بلندی اور پستی کے لحاظ سے مقامِ اعتدال پر ہوتا ہے۔ اس میں چاند چاندنی راتوں میں پہلے درجہ میں ہوتا ہے۔ اسی اعتدال کے نظام میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کنندگان کے اسماء بھی بہت درست بیٹھتے ہیں جن کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے ازل سے فرما رکھا تھا۔ والدہ ماجدہ اور قابلہ (جنائی) کی طرف سے امن اور شفا، پرورش کنندہ بی بی کے نام میں برکت اور بڑھوتری اور دایہ گیری کرنے والی مستورات کی طرف سے ثواب، حلم اور سعادت ہے جن کا ذکر تھوڑی دیر کے بعد آرہا ہے۔

امام ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت

بارہ ربیع الاوّل شریف کو ہوئی۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اَلْمُصَنَّف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت کی ہے۔ ''اَلْـغُـرَر'' میں فرمایا آج کل یہی معمول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دو ربیع الاوّل شریف کو ولادتِ باسعادت ہوئی۔ ''اَلْاِشَــارَہ'' میں اس قول کو پہلے درج فرمایا، ایک قول آٹھ ربیع الاوّل شریف کا ہے، امام ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصحابِ زِیْج سے اسے نقل کیا اور اُنہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ابنِ دِحْیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو راجح قرار دیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہی زیادہ تر احادیث کا مقتضٰی ہے۔ بعض علماء نے دس ربیع الاوّل شریف کا قول کیا ہے۔ امام دِمیاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حضرت امام جعفر صادق بن امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے سترہ ربیع الاوّل شریف، بعض نے اٹھارہ ربیع الاوّل شریف تاریخِ ولادت بیان کی ہے اور ایک قول یہ ہے ربیع الاوّل شریف کی پہلی تاریخ طلوعِ فجر کے وقت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں قدم رنجہ فرمایا۔

امام ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ سال عام الفیل تھا۔ امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ حضرت ابراہیم بن منذر حزامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں علماء میں کسی کو شک وشبہ نہ ہوگا۔ حضرت خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ابن جزّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ ابنِ دِحْیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبالغہ کیا اور اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں حضرت حجاج بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے حضرت یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور اُنہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واقعۂ فیل والے دن پیدا ہوئے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلــدُّرَر'' کی شرح میں فرمایا: محفوظ روایت میں (یوم یعنی دن کی

بجائے) لفظ عام یعنی سال ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: (عام محاورہ میں) لفظ یوم یعنی دن بول کر مطلق وقت مراد لی جاتی ہے۔ جیسا کہ: یَوْمُ الْفَتْحِ ،یَوْمُ بَدْرٍ ۔اگر مراد فی الحقیقت دن ہی ہو تو یہ روایت پہلی کی نسبت خاص ہو گی۔

امام ابن حِبّان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں اس کی تصریح کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اس روز ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو اصحاب الفیل پر بھیجا تھا۔ (حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا: پھر مجھے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ملی جس کے راوی حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کی سند بھی وہی ہے جو اوپر ذکر کر دی گئی ہے اس میں اُنہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَوْمُ الْفِیْلِ (واقعۂ فیل کے دن) یعنی عَامُ الْفِیْل (واقعۂ فیل کے سال) پیدا ہوئے۔

امام ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مُطَّلب بن عبداللہ بن قیس بن مَخْرَمَة رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے آپ کے دادا سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واقعۂ فیل کے سال پیدا ہوئے، ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت قُبَاث بن اَشْیَم کَنَانِی ثُمَّ لَیْثِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے قُباث! کیا تم بڑے یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم؟ اُنہوں نے جواب دیا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں لیکن میری عمر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عَامُ الْفِیْل میں ہوئی۔ میری ماں مجھ کو لے کر ہاتھی کی سبز لید پر کھڑی ہوئی جب کہ اس کے ہاں میرے بعد ایک اور لڑکی کی ولادت ہو چکی تھی۔

وضاحت: ۱ ......مَخْرَمه : میم کی زبر خاء کے سکون کے ساتھ ہے، اس کی وفات اپنے دین پر ہوئی۔

۲ ......قُبَاث: قاف کی پیش کے ساتھ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: قاف کی زبر کے ساتھ ہے۔ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہی مشہور ہے۔ اس کے بعد باء ہے اور آخر میں ثاء ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخِ اسلام میں لکھا: میں نے غور کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماہِ ربیع میں ہو اور نیسان کی بیس تاریخ بھی ہو تو میں نے دیکھا کہ یہ حساب کی رو سے بعید ہے۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ماہِ نیسان میں تسلیم کی جائے تو رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینہ کا ہونا محال ہے۔

امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ربیع الاوّل شریف کا مہینہ رومی کیلنڈر کی رو سے ماہ شباط کی بیس تاریخ کے مطابق پڑتا ہے۔ شباط کا تلفظ نقطوں کے ساتھ اور نقطوں کے بغیر دونوں طرح سے کیا جاتا ہے۔

امام دِمیاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: برجِ حمل میں ولادتِ پاک ہوئی۔ "اَلنُّوْر" میں فرمایا: اس صورت میں نیسان (اپریل) کے آغاز اور آذار (ستمبر) دونوں کا احتمال ہے۔ پھر امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا منازل میں سے غفر کی منزل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور یہی منزل انبیائے کرام علیہم السلام کی ولادت کی منزل ہے۔ اسی بنا پر کسی شاعر نے کہا ہے:

خَیْرُ مَنْزِلَتَیْنِ کَانَتْ فِی الْاَبَدِ هُوَ مَا بَیْنَ الزَّبَانِیْ وَالْاَسَدِ

ترجمہ: دو منزلوں میں سے ہمیشہ کے لئے بہتر وہ منزل ہے جو زبانی (عقرب کے سینگ) اور اسد کے درمیان ہے۔

کیوں کہ غفر عقرب کے دو سینگوں کے ساتھ ہے اور اس کے دونوں سینگوں میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ہوتی بچھو اپنی دُم کے ساتھ ضرر پہنچاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اسد کے دو سیرین ملے ہوتے ہیں۔ یہی سماک ہے اور شیر اپنے سیرنیوں کے ذریعہ نقصان نہیں پہنچاتا وہ اپنے پنجوں اور دانتوں سے نقصان پہنچاتا ہے۔

علامہ ابنِ دِحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میرا گمان یہ ہے کہ امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنبلہ کو فراموش کر گئے۔ اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ سماک اسد سے ہوتا ہے۔

امام ابوعبداللہ بن حاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "مَدْخَل" میں لکھا اگر کوئی سوال کرے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کو ربیع الاوّل کے ماہِ مبارک اور پیر کے روز کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا جیسا اکثر علماء کے نزدیک یہی قول صحیح اور مشہور ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت رمضان المبارک

میں کیوں نہ ہوئی جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اور جس میں لیلۃ القدر ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سے فضائل کے ساتھ رمضان المبارک کو خاص کیا گیا ہے اور نہ ہی ولادتِ مبارکہ اشہرِ حرم میں ہوئی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش کے دن عزت وحرمت عطا فرمائی اور نہ ہی شعبان المعظم کی نصف شب کو ہوئی نہ ہی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو ہوئی۔

اس سوال کے چار جواب ہیں:۔

جوابِ اوّل: حدیثِ پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا۔[1] اس حدیث شریف میں ایک عظیم تنبیہ ہے کہ خوراک، روزی، پھل اور دیگر فوائد کی حامل چیز یعنی درخت جن سے بنی نوعِ انسان کی پرورش ہوتی ہے۔ جن کے بل بوتے پر ان کی زندگی قائم ہے، جن سے وہ دوائیں بناتے ہیں، جن کو دیکھ کر ان کے سینوں میں اِنشراح کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جن پر نظر پڑنے سے ان کے دلوں میں خوشی اور طبیعتوں میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ کیوں کہ انہیں اطمینان نصیب ہو جاتا ہے کہ ان کی موجودگی سے ان کی زندگی کو بقا حاصل ہو جائے گی۔ اس حکیمِ مطلق کی حکمت اسی طرح جاری ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس ماہِ مبارک اور اس بابرکت دن دنیا میں تشریف لانا آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنا۔ کیوں کہ ان کے باعث امتِ محمدیہ کو بہت بڑی برکات اور عظیم القدر خیرات نصیب ہوئیں۔

جوابِ دوم: ماہِ ربیع الاوّل شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی میں اس شخص کے لئے واضح اشارہ ہے جو لفظِ ربیع کے اِشتِقَاق کا اِدراک رکھتا ہے۔ (ربیع کا معنی ہے بہار) اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے بشارت اور اچھی فال ہے۔

امام شیخ ابو عبداللہ صقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہر انسان کا اپنے نام (کے معنی) سے حصہ ہوتا ہے۔ یہ قانون جس طرح انسانوں میں جاری ہے اسی طرح دیگر اشیاء میں بھی جاری ہے۔ جب یہ ایک حقیقت

---

[1] المسند احمد ۲/۳۲۷۔

ہے تو موسمِ ربیع (بہار) میں زمین شق ہوکر اپنے اندر موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور روزیوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ جن پر اس کے بندوں، ان کی زندگیوں، ان کے رہن سہن اور ان کے حالات کی بہتریوں کا دارومدار ہے۔ اس میں دانے اور گٹھلیوں کے سینے شق ہو جاتے ہیں۔ انواع واقسام کی نباتات اور کھانے کی اشیاء موجود ہوتی ہیں۔ دیکھنے والا ان کو دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور وہ زبانِ حال سے اپنے پکنے کے موسم کی آمد کی اسے بشارتیں دیتی ہیں۔ اس میں ایک عظیم اشارہ ہے کہ اس ماہِ مبارک میں ولادتِ باسعادت کے باعث مولیٰ تعالیٰ شانہ کی عظیم نعمتوں کے آغاز کی بشارت ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ اگر تم کبھی ان دنوں میں باغ میں جا نکلو تم دیکھو گے کہ گویا وہ تجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ تمہیں محسوس ہوگا گویا کہ کلیاں اور غنچے زبانِ حال سے اپنے اندر ودیعت کردہ اناج اور پھلوں کی خبر دے رہے ہیں۔ اسی طرح زمین کی کلیاں جب مسکرا رہی ہوتی ہیں تو گویا زبانِ حال سے تیرے ساتھ یہ سب باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔

ماہِ مبارک ماہِ ربیع الاوّل شریف میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت میں بعض اشارات کا ذکر پیچھے ہو چکا۔ علاوہ بریں اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے گویا اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان کا بآوازِ بلند اعلان ہے کہ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ اصحابِ ایمان کے لئے بشارت ہیں، دونوں جہانوں میں خوف اور ہلاکت سے ان کے بچاؤ کا سامان ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار کے لئے بھی حمایت ان معنوں میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث ان سے عذاب موخر ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ (سورۃ الانفال. ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! آپ ان میں ہیں۔

لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل برکات کا نزول ہوا، روزی اور رزق کی بارش ہونے لگی۔ ان سب میں سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجدہ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطاء فرمائی۔

<u>جوابِ سوم:</u> نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ کی حالت موسمِ بہار کی حالت کے مشابہ ہے۔

ذرا غور کرو موسمِ ربیع (بہار) تمام موسموں سے معتدل اور احسن ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں نہ بے چین کرنے والی سردی ہوتی ہے اور نہ مبتلائے اضطراب کرنے والی گرمی نہ ہی اس میں رات اور دن حد سے بڑھ کر طویل ہوتے ہیں بلکہ یہ سب اعتدال پر ہوتے ہیں۔ یہ موسم ان امراض، علل اور عوارض سے پاک ہوتا ہے جن کے بارے میں لوگوں کو خدشہ ہوتا ہے کہ موسمِ خریف میں ان کے بدن مبتلا ہو جائیں گے بلکہ اس موسم میں لوگوں کی قوتوں میں پھرتی، مزاجوں میں اصلاح اور سینوں میں اِنشراح کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ بدن اس موسم میں ایسی قوت کی امداد محسوس کرتے ہیں جو پودوں میں اُگنے کے وقت دیکھنے میں آتی ہے۔ کیوں کہ بدنی قوتوں کی تخلیق ان ہی سے ہوتی ہے۔ اس طرح رات کا قیام اور دن کا روزہ مرغوب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ پہلے بیان ہو چکا کہ لمبائی، چھوٹائی، سردی اور گرمی میں اعتدال ہوتا ہے تو اس موسم کی کیفیت اس شریعتِ مبارکہ کی حالت کے مشابہ ہوئی جس کو لے کر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے کہ وہ بوجھ اور طوق ختم ہو گئے جو ہم سے پہلی اُمتوں پر تھے۔

جواب چہارم: مشیتِ ایزدی یہ تھی کہ مختلف زمانے اور مکان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث شرف وعظمت حاصل کریں لیکن ان میں کوئی چیز بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعثِ شرف نہ ہو۔ بلکہ وہ زمانہ اور مقام جس کا تعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گیا وہ اپنے ہم جنسوں میں برتری، عظمت اور فضیلت کا حامل ہو گیا۔ ہاں جو اس سے مستثنیٰ ہے اس کی بات اور ہے کیوں کہ اس میں اعمال زیادہ ہوتے ہیں یا کوئی اور باعث ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماقبل مذکور اوقات میں واقع ہوتی تو وہم پڑ سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شرفِ عظمت پائی ہے۔ اسی لئے اس حکیم علی الاطلاق نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ان سب کے علاوہ اور وقت میں رکھی تاکہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم عنایت اور کرامت کا اظہار ہو سکے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی۔

دوسرا حصہ مقامِ ولادتِ مبارکہ کے بیان میں

اس بارے علماء کا اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی یا اس کے علاوہ کسی اور مقام پر۔ صحیح قول جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے وہ پہلا قول ہے۔

پہلے قول یعنی مکہ مکرمہ میں ولادت پر اتفاق کے بعد پھر اس میں اختلاف ہے کہ اس مقدس شہر کے کس مقام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ اس کی تفصیل ذیل میں درج ہے:۔

﴿۱﴾ اُس کوچہ میں واقع گھر کے اندر جو زقاق المولد (میلاد کا کوچہ) کہلاتا ہے۔

یہ بنی ہاشم کی گھاٹی کے نام سے معروف گھاٹی میں واقع ہے۔ یہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھا۔

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھر حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ان کی وفات تک یہ ان کے قبضہ میں رہا۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے سے محمد بن یوسف نے خرید لیا جو حجاج بن یوسف کا بھائی تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریشِ مکہ کی اِتّباع میں اسے فروخت کر دیا جب اُنہوں نے ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھر فروخت کر دیئے تھے۔

﴿۲﴾ کوچہ بنی ہاشم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ حضرت زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے نقل کیا ہے۔

﴿۳﴾ ولادتِ نبوی رَدْم میں ہوئی۔

﴿۴﴾ عُسْفَان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی۔

Marfat.com

وصلِ پنجم

ولادتِ باسعادت کی رات کے متعلق یہود و نصاریٰ کے علماء کی خبریں

امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی میں بلوغت کے قریب سات یا آٹھ سال کا لڑکا تھا جو دیکھتا اور سنتا اسے سمجھتا تھا۔ میں نے ایک صبح کو ایک یہودی کو اپنے قلعہ کے اوپر سے پکارتے سنا ''اے یہودیو!'' وہ لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے میں سن رہا تھا اُنہوں نے پوچھا ''تو ہلاک ہو تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا ''احمد کا ستارہ طلوع ہو چکا جس کی ولادت اس رات کو ہو چکی ہے۔''

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سندِ حسن کے ساتھ ''اَلْـفَـتْـح'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: ایک یہودی مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھا وہ یہاں تجارت کیا کرتا تھا۔ جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اس نے قریش کی ایک مجلس میں پوچھا اے قریشیوں! کیا آج رات تم میں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے؟۔ لوگ کہنے لگے قسم بخدا! ہمیں علم نہیں۔ وہ کہنے لگا جو میں تم سے کہوں گا اسے یاد رکھنا۔ اس رات اس آخری امت کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہو چکی ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک نشانی ہے اس میں مسلسل بال ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھوڑے کی اَیَال ہے۔ وہ دو راتیں دودھ نہ پیئے گا۔ لوگ اپنی مجلس سے اُٹھ کر منتشر ہو گئے اور وہ اس کی باتوں پر تعجب کر رہے تھے۔ جب وہ اپنے گھروں میں پہنچے ہر شخص نے اپنے گھر والوں کو یہودی والی وہ بات بتائی۔ گھر والے کہنے لگے آج رات (حضرت) عبداللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام اُنہوں نے ''محمد'' رکھا ہے۔ لوگ جمع ہو کر اس یہودی کے پاس آئے اور اسے بچے کی ولادت کی خبر دی۔ وہ کہنے لگا میرے ساتھ چلو میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ اس کے ہمراہ چل پڑے اور

اُسے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے آئے۔ اُنہوں نے آپ سے گزارش کی کہ اپنے بچے کو ہمارے پاس باہر نکالیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باہر نکالا۔ اُنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ مبارک سے کپڑا ہٹایا اس نے وہ نشان دیکھا جس پر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے افاقہ ہوا لوگ اسے کہنے لگا تجھے ہلاکت ہو تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا خدا کی قسم! بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی تم نے اس کے ذریعہ مجھے غمگین کر دیا۔ اے جماعتِ قریش! خدا کی قسم! تمہارے ذریعہ اس کو ایسی شوکت میسر آئے گی کہ اس کی خبر مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: قُرَیظَه، نَضِیر، فدَک اور خیبر کے یہودیوں کو بعثتِ مبارکہ سے قبل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت وثنا معلوم تھی اور یہ بھی پتہ تھا کہ مدینہ منورہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دارِ ہجرت ہے۔ جب ولادتِ باسعادت ہوئی تو یہودیوں کے علماء کہنے لگے آج رات (حضرت) احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گئے، یہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جب وحی کا آغاز ہو چکا بول اُٹھے (حضرت) احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت ہو چکی ہے۔ وہ یہ سب کچھ جانتے تھے، اس کا اِقرار کرتے تھے اور بیان کرتے تھے لیکن حسد اور بغاوت نے ان کی عاقبت برباد کر ڈالی۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت میبّب بن شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے حضرت محمد بن شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے حضرت شعیب بن شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے اور اُنہوں نے آپ کے دادا سے روایت کی کہ مرّ الظّھران میں شام کا رہنے والا ایک راہب رہتا تھا جس کو عِیص کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کثیر علم عطاء فرما رکھا تھا۔ وہاں وہ اپنے صومعہ میں رہا کرتا تھا۔ وہ مکہ مکرمہ بھی آیا کرتا تھا۔ لوگوں سے ملتا تو کہتا اے مکہ والو! عنقریب تمہارے درمیان ایک لڑکا پیدا ہوگا سارا عرب اس کا مطیع ہو جائے گا۔ عجم اس کی ملکیت ہوگا۔ یہ اس کے ظہور کا زمانہ ہے۔ جس نے انہیں پایا اور ان کی پیروی کی وہ اپنی حاجت پالے گا اور جس نے آپ کو پایا اور آپ کی مخالفت کی وہ اپنی مراد حاصل نہ کر سکے گا۔ جب بھی مکہ مکرمہ میں کوئی پیدا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں پوچھتا پھر کہہ

دیتا ابھی تک وہ نہیں آیا۔ جس صبح کو حضور پر نور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے روانہ ہوئے اور عِیْص کے پاس تشریف لائے۔ اس کے عبادت خانہ کی بنیادوں کے قریب کھڑے ہوکر اسے آواز دی۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں عبدالمطلب ہوں۔ اس نے اوپر سے نیچے جھانکا اور کہا تم ہی اس کے باپ ہو اس بچے کی ولادت ہوچکی جس کے بارے میں میں تمہیں بتایا کرتا تھا کہ وہ پیر کے روز پیدا ہوں گے پیر کے دن ہی ان کی بعثت ہوگی گزشتہ رات ان کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ اُن کی نشانی یہ ہے کہ اب وہ درد میں مبتلا ہیں۔ تین روز تک ان کو یہ عارضہ رہے گا پھر ٹھیک ہوجائیں گے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرنا کیوں کہ کسی پر ویسا حسد نہ کیا جائے گا جیسا کہ ان پر کیا جائے گا اور کسی پر اس قدر زیادتی نہ کی جائے گی جتنی ان پر ہوگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی عمر کتنی ہوگی؟ وہ بولا اگر ان کی عمر دراز ہوئی تو ستر سال تک نہ پہنچ سکے گی۔ اس سے پہلے ہی ساٹھ کے بعد طاق سالوں میں اُن کا وصال ہوجائے گا اکسٹھ سال کی عمر میں یا تریسٹھ برس کی عمر میں۔

وصل ششم

ولادتِ باسعادت، آپ ﷺ کے ساتھ نور کا خروج، ستاروں کا آپ ﷺ کی خاطر جھکنا، زمین پر ہاتھوں کے بل سجدہ ریز ہوتے تشریف آوری، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا (جو آپ ﷺ کی جنائی تھیں) کا معجزات دیکھنا

حضرت اَبُو الْعَجْفاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرسلا روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

رَاَتْ اُمِّیْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ سَطَعَ مِنْهَانُوْرٌ فَضَاءَ تْ لَهٗ قُصُوْرُ بُصْرٰی۔

ترجمہ: جب میری والدہ ماجدہ نے مجھے جنا تو اُنہوں نے مشاہدہ کیا کہ ان سے ایک نور چمکا جس سے بُصْرٰی کے محلات روشن ہو گئے۔

اسے امام ابنِ سعد[1] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

وضاحت: بُصْرٰی: با پر پیش، زاں بعد صاد پر سکون اور آخر میں الف مقصورہ ہے۔ یہاں پر اس سے مراد شام میں واقع شہر ہے جو دمشق کے مضافات میں ہے۔ "اَلْمِسْکَةُ الْفَائِحَة" میں ہے کہ بُصْرٰی کی تخصیص میں ایک لطیف راز ہے کہ شام کے شہروں میں سے پہلا شہر ہے جس میں "نورِ محمدی" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بوقتِ ولادت) پہنچا نیز یہ شام کے شہروں میں سے پہلا شہر ہے جو اسلامی فوجوں نے فتح کیا۔

بُصْرٰی بغداد کے دیہات میں سے بھی ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ مجھ سے میری والدہ نے

---

[1] الطبقات، ابنِ سعد، ۱/۱/۹۶.

بیان کیا کہ جس روز حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی وہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں۔ ان کا بیان ہے میں گھر کی جس چیز کو دیکھتی مجھے نور ہی نور نظر آتا۔ میں نے ستاروں کو دیکھا کہ وہ اتنے جھک آئے تھے کہ میں کہنے لگی کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اُن سے ایک نور نکلا جس سے سارا گھر اور کمرہ جگمگا اُٹھا یہاں تک کہ میری حالت یہ ہوگئی کہ مجھے نور کے سوا کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔

حضرت عِربَاض بن سَارِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔ [1]

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آخری نبی ہوں۔

اسی حدیثِ پاک میں آگے ہے:

رُؤیَا اُمِّی الَّتِیْ رَاَتْ وَکَذٰلِکَ اُمَّھَاتُ النَّبِیّٖنَ یَرَیْنَ۔

ترجمہ: میں اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب ہوں جو اُنہوں نے دیکھا۔ اور اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں ایسا خواب دیکھتی ہیں۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو جنا تو اُنہوں نے ایک نور دیکھا جس کے باعث شام کے محلات اُن کو دکھائی دینے لگے۔

اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن حِبّان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔ آخری دو حضرات نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابنِ حِبّان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُنہوں نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے اس لختِ جگر کی بڑی شان ہے آپ صلی

---

[1] (۱) دلائل النبوۃ، اَبُونُعَیم ۱/۹، (۲) التفسیر، الطبری ۲۸/۵۷، (۳) التفسیر، البغوی ۱/۱۱۱

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پیٹ میں جاگزیں ہوئے میں نے اس سے بڑھ کر زیادہ ہلکا اور بابرکت حمل نہیں دیکھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں نے انگارے کی مانند ایک نور دیکھا جو مجھ سے نکلا۔ اس کے باعث بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں مجھے نظر آنے لگیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو زمین پر اس طرح نہ آئے جس طرح کہ بچے آتے ہیں بلکہ آپ کے ہاتھ زمین کے اوپر تھے اور سر آسمان کی طرف آپ نے اُٹھا رکھا تھا۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب میرے لختِ جگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے جدا ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نور نکلا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان تمام اشیاء روشن ہوگئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: جب سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی زمین نور سے بھر گئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کی آپ کا آغاز کیا تھا؟۔ تو فرمایا:

دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبُشْرٰی عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ. وَرَاَتْ اُمِّیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَانُوْرٌ اَضَاءَ تْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

ترجمہ: میں اپنے جدِّ بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی بشارت ہوں۔ میری امی جی نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محمد بن عمر اسلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعدد سندوں کے ذریعہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب اُن کے ہاں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک نور نکلا جس کی بدولت مشرق ومغرب کے مابین تمام

علاقہ جگمگا اُٹھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل زمین پر آئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی لی۔ اسے ہاتھ میں لیا اور آسمان کی طرف اسے بلند کر دیا۔ شام کے محلات اور اس کے بازار اس کی بدولت روشن ہو گئے۔ یہاں تک کہ مجھے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو نور نکلا اس سے صرف بُصریٰ کے محلات روشن ہوئے اس میں شام کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے باعث اسے ملی کیوں کہ یہ ملک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کے اظہار اور حکومت کا علاقہ ہے۔ جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: کہ سابقہ کتابوں میں لکھا ہے کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوگی ہجرت کر کے یثرب [1] کو جائیں گے اُن کی حکومت شام میں ہوگی۔

شام کی فضیلت میں احادیث بھی وارد ہیں ان میں کچھ حافظ مُنذِری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب "اَلتَّرغِیب وَالتَّرهِیب" میں درج کی ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا بُصریٰ کے محلات کے روشن ہو جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بصیرتوں کو منور کریں گے اور مردہ دلوں کو زندگی عطاء کریں گے۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بوقتِ ولادت اس نور کے نکلنے میں اس نور کی طرف اشارہ ہے جو لے کر آپ مبعوث ہوں گے۔ جس سے اہلِ زمین ہدایت پائیں گے اور شرک کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔

جیسا کہ رب تعالیٰ مجدہ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان کو

---

[1] یہ حوالہ چوں کہ سابقہ کتابوں کا ہے اور ان میں مدینہ طیبہ کا نام یہی منقول تھا اس لئے ترجمہ میں باقی رکھا گیا ہے۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت موسیٰ بن عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے اپنے بھائی سے روایت کی کہ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو ہاتھوں کے بل زمین پر تشریف لائے۔ اس وقت سر مبارک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف اُٹھا رکھا تھا۔ اور زمین سے مٹی کی ایک مٹھی لی۔

یہ بات دو پہاڑوں کے درمیان بسنے والے ایک شخص کے پاس پہنچی تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا پرے ہٹ اگر فال درست ہے تو یہ لڑکا اہلِ زمین پر ضرور غالب آئے گا۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قوی سند کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی دونوں ہتھیلیوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آسمان کی طرف تھیں امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت میں یہ اضافہ فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی اُنگلیاں بند تھیں شہادت کی اُنگلی کے ساتھ اشارہ کر رہے تھے جس طرح کوئی اس کے ساتھ تسبیح کر رہا ہو۔

شیخ امام شمس الدین جوُجرِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس حالت میں نظر اوپر اُٹھانے میں اشارہ ہے کہ آپ کی شان و منزلت بلند ہوگی اور آپ تمام مخلوق کے سردار ہوں گے اور یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے ہے کہ جونہی آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلا فعل یہی تھا۔ اس میں غور و فکر کرنے والے کے لئے اشارہ ہے کہ ولادتِ باسعادت سے لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے اُٹھ جانے تک تمام واقعات و حالات جیسا کہ عقل دلالت کرتی ہے ہر وقت اور ہر لحظہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان میں اضافہ ہوتا رہا اور تمام مخلوق سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان برتر رہی۔ سر مبارک اُٹھانے میں ہر قسم کی سیادت کی طرف اشارہ ہے، نیز یہ کہ علو اور برتری کے بغیر دوسری اطراف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قصد اور ارادہ کا رخ نہیں ہوگا، اور ان اطراف کی طرف آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ فرمانا مناسب بھی نہ تھا۔

امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اَلْــوَفَــا" میں حضرت ابوالحسین بن براء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلا روایت کی کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گھٹنوں کے بل آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے پایا، اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے ایک مٹھی مٹی لی اور سجدہ کے لئے جھک گئے۔

کسی صاحبِ عرفان نے فرمایا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ نے فرمایا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطاء فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے بارے میں عبودیت اور رسالت کی خبر دی۔ اور ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں پڑ گئے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نور نکلا جس سے مشرِق ومغرِب کا مابین روشن ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی لی سر مبارک آسمان کی جانب اُٹھایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت قول کے ذریعہ سے تھی اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبودیت فعل کے ذریعہ سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت خبر کے ذریعہ تھی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت انوار کے ظاہر ہونے کے ساتھ تھی۔

ولادتِ مبارکہ کے ساتھ ہی سجدہ کرنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آغاز ہی سے قربِ حق کی نعمت نصیب تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ.

ترجمہ: سجدہ کرو اور قرب حق پاؤ۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ.

Marfat.com

ترجمہ: بندہ اپنے پروردگار کے اس وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جب کہ وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال مقامِ عبودیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حال بارگاہِ الہیہ میں مقامِ قرب کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ کسی شاعر نے یوں کہا ہے:۔

لَکَ الْقُرْبُ مِن مَّوْلَاکَ یَااَشْرَفَ الْوَرٰی وَاَنْتَ لِکُلِّ الْمُرْسَلِیْنَ خِتَامُ

ترجمہ: اے کائنات میں سب سے بزرگ ہستی! آپ کو اپنے مالک تعالیٰ کے ہاں دولتِ قرب نصیب ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہیں۔

وَاَنْتَ لَنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعٌ وَاَنْتَ لِکُلِّ الْاَنْبِیَاءِ اِمَامُ

ترجمہ: روزِ قیامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری شفاعت فرمانے والے ہوں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوں گے۔

عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ تَحِیَّۃٌ مُبَارَکَۃٌ مَّقْبُوْلَۃٌ وَّسَلَامُ

ترجمہ: اللہ کریم کی طرف سے آپ پر بابرکت مقبول رحمتیں اور سلام نازل ہوں۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنہوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت شَفَاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاتھوں میں آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِستِہْلَال فرمایا، یعنی چیخ ماری یا چھینک ماری۔ میں نے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، یا اس نے یوں کہا آپ کا پروردگار آپ پر رحم فرمائے۔ اس کے بعد مشرق و مغرب کی درمیانی جگہ روشن ہوگئی۔ یہاں تک مجھے روم کے کچھ محلات نظر آنے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے پہنائے اور لٹا دیا۔ دیر نہ گزری کہ دائیں جانب مجھ پر تاریکی، رعب اور کپکپی طاری ہوگئی، پھر میں نے کسی کہنے والے کو یوں کہتے سنا تم انہیں لے کر کہاں گئے تھے؟ تو جواب میں یہ آواز سنائی دی مغرب تک۔ پھر وہ کیفیت مجھ سے دور ہوگئی۔ پھر بائیں طرف سے وہ رعب اور کپکپی مجھ

پر طاری ہوگئی میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا تم انہیں لے کر کہاں گئے تھے؟۔ اس نے جواب میں کہا مشرق کی طرف۔ حضرت شَفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ یہ بات میرے دل میں رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمادیا۔

تنبیہِ اوّل حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے "فتاویٰ" میں فرمایا: اگرچہ میں نے ولادتِ باسعادت کے بارے میں وارد احادیث کے مقامات مثلاً طبقات ابنِ سعد، دلائل بیھقی، دلائل ابی نعیم، تاریخ ابنِ عساکر میں اگرچہ اس موضوع پر مبسوط اور بھرپور روایات ہیں اور مستدرک حاکم، کی طرف مراجعت کی لیکن مجھے احادیث میں صراحت کے ساتھ نہ مل سکا کہ بوقتِ ولادت حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چھینک ماری ہو، صرف اس حدیثِ پاک جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شَفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی سابقہ باب کے آخر میں مروی ہے، میں چھینک کے جواب کی مانند الفاظ ہیں۔ لیکن اس میں بھی چھینک کی تصریح نہیں ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِستِہلال فرمایا۔ لغت میں اِستِہلال کا معروف معنی بچے کی وہ چیخ ہوتی ہے جو پیدا ہوتے ہی وہ مارتا ہے۔ لیکن اگر اس لفظ سے چھینک مراد لی جائے تو بھی اس کا احتمال موجود ہے۔ حدیث میں کہنے والے سے فرشتہ مراد ہونا تو ظاہر ہے۔

علامہ شمس الدین جَوجَرِیَ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الھمزیہ کی شرح میں لکھا اِستِہلال اگرچہ اس چیخ کو کہتے ہیں جو پیدا ہوتے ہی بچے کے منہ سے صادر ہوتی ہے لیکن یہاں چھینک پر اس کو محمول کرنا قریب ہے۔ جس طرح کہ کہنے والے کو فرشتہ پر محمول کرنا۔

تنبیہِ ثانی بہت سے اہلِ محبت کی عادت ہے کہ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا ذکر سنتے ہیں وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ قیام بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ صاحبِ محبتِ صادقہ، حسانِ زمانہ حضرت ابوزکریا یحیٰی بن یوسف صرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دیوان میں ایک قصیدہ میں یوں لکھا ہے:۔

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰی الْخَطُّ بِالذَّھَبْ ‏ عَلٰی فِضَّۃٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنِ مَنْ کَتَبْ

Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے یہ اہتمام بہت کم ہے کہ بہترین لکھنے والے کی تحریر سے چاندی کی تختی پر سونے سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح لکھی جائے۔

وَاِنْ يَّنْهَضِ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْجِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ

ترجمہ: اگر باعظمت لوگ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سن کر صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل ہو جائیں تو اتنا اہتمام بھی قلیل ہے۔

اَمَا اللّٰهُ تَعْظِيْمًا لَهٗ كَتَبَ اسْمَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ يَا رُتْبَةً سَمَتِ الرُّتَبِ

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز کی خاطر اپنے عرش پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام تحریر نہیں کیا۔ اللہ اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ تمام مراتب سے بلند و بالا ہے۔

اتفاق سے شیخ الاسلام حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درس کے اختتام پر ایک نعت خوان نے یہ قصیدہ پڑھا اُس وقت قاضیوں اور بزرگوں کی ایک تعداد آپ کے سامنے تھی جب نعت خوان اس مصرعہ پر پہنچا:

وَاِنْ يَّنْهَضِ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ الخ

شیخ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی الفور امام صَرْصَرِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذکر کردہ کیفیت پر عمل کرتے ہوئے پاؤں کے بل اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو ایک پاکیزہ ساعت نصیب ہوئی۔ اس واقعہ کا ذکر آپ کے بیٹے شیخ الاسلام ابوالنصر شیخ عبدالوہاب سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''طبقاتِ کبریٰ'' میں آپ کے حالات کے ضمن میں کیا ہے۔

تنبیہ سوم: عوام الناس کی زبانوں پر یہ بات جاری ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

وُلِدْتُ فِيْ زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ.

ترجمہ: میں عدل کرنے والے بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ جھوٹ ہے باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ شیخ امام بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلْلآلی'' میں فرمایا: حافظ سمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوبکر

حیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ صالحین میں سے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ.

ترجمہ: میری ولادت عدل کرنے والے بادشاہ کے دور میں ہوئی۔

میں نے ابوعبداللہ حافظ حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا۔ تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے ابوعبداللہ نے سچ کہا ہے۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اَلشُّعَب" میں فرمایا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اس پر اس لفظ کا اطلاق صرف اس لئے ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی پہچان اس لفظ سے کی جس سے اسے پُکارا جاتا تھا نہ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی صفتِ عدل بیان کی یا آپ نے اس کے لئے یہ شہادت دی۔ یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا یہ وصف اس بنا پر ذکر فرمایا کہ ایران کے لوگوں کا اس کے بارے میں یہ اعتقاد تھا کہ وہ عادل تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمْ۔

ترجمہ: اُن کے معبود اُن کے کچھ کام نہ آئے۔

اس سے مراد حقیقی معبود نہیں بلکہ وہ بُت ہیں جو اُن کے ہاں معبود تھے۔ یہ ممکن نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو عادل کہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف حکم دے۔

حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اللدرر" میں فرمایا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "الشُّعَب" میں لکھا کہ ہمارے استاذ ابوعبداللہ یعنی امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض جاہل لوگوں کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم سے روایت کردہ درج ذیل حدیث کے باطل ہونے کے بارے میں گفتگو کی:۔

وُلِدْتُّ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ.

ترجمہ: میں عدل کرنے والے بادشاہ کے دور میں پیدا ہوا۔

اور اس سے مراد ایران کا بادشاہ نوشیروان ہے۔ پھر کسی صالح آدمی نے خواب میں نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور امام ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کچھ اس بارے میں کہا تھا بیان کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا میں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔

صاحبِ "المقاصد" نے فرمایا وہ حدیث جو شیخ امام ابوعمر بن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے جسے علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی "طبقات" میں ان کے حالات کے ضمن میں درج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وُلِدْتُّ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ. کِسْرٰی

ترجمہ: میری ولادت عدل پرور بادشاہ کسری کے زمانہ میں ہوئی۔

یہ حدیث صحیح نہیں کیوں کہ اس کی سند منقطع ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو تو شاید حکایت کو بیان کرنے والا حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کو یاد نہ رکھ سکا اگرچہ اسے حکایت یاد رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

وصل ہفتم

پتھر کی اس ہانڈی کا پھٹ جانا جس کے نیچے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا گیا تھا

حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں رسم تھی کہ جب اُن کے ہاں رات کو جس بچہ کی ولادت ہوتی تو اسے برتن کے نیچے رکھ دیتے صبح ہونے تک اس کو نہ دیکھتے تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو اُنہوں نے آپ کو پتھر کی ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا۔ صبح کے وقت جب وہ ہانڈی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ دو حصوں میں پھٹ چکی تھی اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی تھیں، انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔

امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایسی سند کے ساتھ جس کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں مرسلا روایت کی کہ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پتھر کی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا۔ وہ پھٹ گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اَبُو الْحَسَنِ تَنُوخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا قریش کے ہاں جب کسی بچے کی ولادت ہوتی وہ صبح تک اسے اپنے خاندان کی کچھ عورتوں کے سپرد کر دیتے، وہ اس پر پتھر کی ہانڈی اوندھی رکھ دیتیں۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان عورتوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ اُنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوندھی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو آ کر اُنہوں نے دیکھا کہ ہانڈی دو ٹکڑوں میں پھٹ چکی تھی، آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک کھلی ہوئی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے ہاں آئے تو وہ کہنے لگیں: ہم نے ایسا بچہ کبھی نہیں دیکھا ہم نے دیکھا کہ اس بچہ کے اوپر کی ہانڈی پھٹی ہوئی تھی، آنکھیں کھلی تھیں اور یہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کی حفاظت کرو اُمید ہے کہ یہ بچہ بہتری کو پالے گا۔

امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوالحسین بن براء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرسلا روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ایک برتن رکھ دیا۔ پھر میں نے پایا کہ وہ برتن پھٹ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھا مبارک چوس رہے تھے جس سے دودھ بہہ رہا تھا۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ ہانڈی کے پھٹ جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کا معاملہ ظاہر ہوگا پھیلے گا۔ اور آپ تاریکی کو کافور اور زائل کر دیں گے۔

Marfat.com

وصل ہشتم

ختنہ شدہ اور ناف بریدہ ولادتِ مبارکہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

مِنْ كَرَامَتِيْ عَلَىٰ رَبِّيْ اِنِّيْ وُلِدْتُ مَخْتُوْنًا وَّلَمْ يَرَ اَحَدٌ سَوْاَتِيْ۔[1]

ترجمہ: میرے رب نے مجھ پر کرم فرمایا کہ مجھے ختنہ شدہ پیدا فرمایا میرے مقامِ ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔

اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ ''الـزهــر'' میں ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے۔ حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔ یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اسے امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ امام مغلطائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں اس کی سند کو حسن قرار دیا۔ یہ حدیث ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے اس کی روایت امام ابن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔ نیز یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کی روایت امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔ حضرت انس سے بھی یہ حدیث روایت ہے اس کی روایت امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔ حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں فرمایا: یہ حدیث جید سند کے ساتھ مروی ہے یہ حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روایت کی۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ختنہ شدہ پیدا ہونے پر علمائے کرام کی ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے۔ اس جماعت میں یہ حضرات شامل ہیں:

﴿۱﴾ حضرت امام هشام بن محمد بن سائب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب ''اَلْجَامع'' میں اس کا ذکر فرمایا۔

---

[1] الوفا ۱/۹۷.

﴿۲﴾ امام ابن حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُنہوں نے ''المحبر'' میں اس کا ذکر کیا۔

﴿۳﴾ امام ابن دُرَیْد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے ''اَلْوِشَاح'' میں اس کو بیان کیا۔

﴿۴﴾ امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُنہوں نے اپنی کتاب ''العلل'' اور ''اَلتَّلْقِیح'' میں اس کو بیان کیا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المستدرک میں فرمایا: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کے بارے میں روایات متواتر ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا تعاقب کیا اور فرمایا مجھے اس کی صحت بھی معلوم نہیں یہ متواتر کس طرح ہوسکتی ہے؟۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان احادیث کے متواتر ہونے سے مراد کُتُبِ سیرت میں ان کا کثیر اور مشہور ہونا ہے۔ اس سے مراد ائمہِ حدیث کے نزدیک مقرر اصطلاح میں سند کے لحاظ سے متواتر ہونا نہیں ہے۔

ایک قول کی رو سے حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ کیا جب آپ کا سینہ مبارک چاک کیا تھا۔ اسے امام خطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوبکرہ سے موقوفا روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ امجد نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ فرمایا جیسا کہ عربوں کی عادت ہے۔ امام ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روایت کی۔ حافظ ابوالفضل عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس کی سند صحیح نہیں ہے، حافظ قطب الدین خَیْضَرِیّ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلْخَصَائِص'' میں فرمایا راجح تر قول میرے نزدیک پہلا ہے۔ اس کے دلائل اگرچہ ضعیف ہیں لیکن اس کے علاوہ باقی اقوال سے بہتر ہیں۔

میں کہتا ہوں پہلے ہم نے لکھ دیا کہ اس کی سند جید ہے حافظ ضیا مقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام ضیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صحیح قرار دینا امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحیح قرار دینے کی نسبت بہت بڑھ کر ہے۔

حافظ خَیضَرِیَ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی یوں سوال کرے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مختون پیدا ہونے میں کچھ نقص ہے جو اس طرح پیدا ہونے والے کے حق میں پایا جاتا ہے۔

تو اس کے جواب میں یوں کہا جائے گا کہ یہ امر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں انتہائی کمال ہے۔ کیوں کہ گوشت کا وہ ٹکڑا جو ختنہ کے وقت کاٹ دیا جاتا ہے اگر باقی رہے تو اکثر اوقات طہارت اور نظافت کی تکمیل میں مانع ہوتا ہے اسی طرح جماع کی پوری لذت کے حصول میں بھی رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور خاص رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ختنہ شدہ ناف بُریدہ کامل انداز میں سارے عیوب ونقائص سے پاک پیدا فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص یوں اعتراض کرے کہ اگر بات ایسے تھی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو کیوں چاک کیا گیا۔ اور اس سے سیاہ رنگ کا وہ لوتھڑا کیوں نکالا گیا جو شیطان کا حصہ تھا۔ اگر درست بات وہ ہے جو تم نے کی تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے پاک پیدا فرما دیتا تاکہ سینہ مبارک چاک کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

میں جواباً کہتا ہوں یہ دونوں صورتیں برابر نہیں ہیں۔ ختنہ کرنا اور ناف کاٹنا ظاہر معلاملات ہیں جن کی انجام دہی میں انسان کے فعل کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پاک پیدا فرمایا تاکہ کسی شخص کا آپ پر احسان نہ ہو۔ جس طرح کمالِ طہارت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کسی مخلوق کا احسان نہیں ہے۔ لیکن گوشت کا لوتھڑا جو شیطان کا حصہ ہوتا ہے اس کا مقام دل ہے۔ انسان کو اس پر کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس لوتھڑے سے پاک پیدا فرما دیتا تو لوگوں کو اس کی حقیقت کی خبر نہ ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کے ہاتھوں کی وساطت سے اپنے بندوں پر ظاہر فرما دیا تاکہ ان پر ثابت ہوجائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا باطن بھی کامل ہے جس طرح کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر مکمل تھا۔ یہ لطیف نکتہ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ماخوذ ہے اس کا ذکر شرحِ صدر شریف کی وصل میں آرہا ہے۔

حضرت امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ثقہ راویوں والی سند کے ساتھ حضرت اسحاق بن ابوطلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلا روایت کی ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اس حالت میں ہوئی کہ آپ پاک وصاف تھے۔ بکری کے بچے کی مانند آلودگیوں کے ساتھ میں نے ان کو نہیں جنا۔ آپ کے جسمِ اطہر پر کوئی گندگی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین پر اس انداز میں تشریف لائے کہ زمین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔

فائدہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک جماعت ختنہ شدہ پیدا ہوئی۔ امام ابن دُرَیْد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 'وشاح' میں اور امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اَلتَّلْقِیْح" میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ان کی تعداد تیرہ تھی۔ امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محمد بن حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ان کی تعداد چودہ تھی۔ دونوں میں سے ہر ایک نے کچھ ایسے نام ذکر کئے جو دوسرے نے ذکر نہیں کئے۔ درج ذیل ناموں پر دونوں کا اتفاق ہے:۔

﴿۱﴾ حضرت آدم علیہ السلام ﴿۲﴾ حضرت شیث علیہ السلام۔ ﴿۳﴾ حضرت نوح علیہ السلام۔
﴿۴﴾ حضرت لوط علیہ السلام ﴿۵﴾ حضرت یوسف علیہ السلام۔ ﴿۶﴾ حضرت شعیب علیہ السلام۔
﴿۷﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿۸﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام۔ ﴿۹﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
﴿۱۰﴾ حضرت نبی اکرم نورِ مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان ناموں کا اضافہ فرمایا:۔

﴿۱﴾ حضرت ادریس علیہ السلام۔ ﴿۲﴾ حضرت سام علیہ السلام۔ ﴿۳﴾ حضرت یحییٰ علیہ السلام۔

اور حضرت ابنِ حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان ناموں کا اضافہ فرمایا:۔

﴿۱﴾ حضرت ھود علیہ السلام۔ ﴿۲﴾ حضرت صالح علیہ السلام۔ ۳۔ حضرت زکریا علیہ السلام۔
﴿۴﴾ حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام جو اَصْحَابُ الرّس کی طرف مبعوث تھے۔

دونوں کے کلاموں سے ان انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد سترہ قرار پائی ہے۔ ان میں سب سے پہلے

حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری حضرت سرورِ دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے اسمائے مبارکہ ''قَلَائِدُ الْفَوَائِدِ'' میں نظم کیے ہیں:۔

وَسَبْعَةٌ مَّعَ عَشْرٍ قَدْ رُوِیَ خُلِقُوْا　　　وَهُمْ خِتَانٌ فَخُذْ لَازِلْتَ مَأْنُوْسًا

ترجمہ: مروی ہے کہ یہ سترہ انبیائے کرام علیہم السلام مختون پیدا ہوئے ان کو یاد کرلو اللہ کرے تجھے ان ناموں سے ہمیشہ اُنس رہے۔

مُحَمَّدٌ آدَمُ اِدْرِیْسُ شِیْثٌ وَنُوْ　　　حٌ سَامُ هُوْدٌ شُعَیْبٌ یُوْسُفُ مُوْسٰی

ترجمہ: ﴿۱﴾ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ﴿۲﴾ حضرت آدم علیہ السلام ﴿۳﴾ حضرت ادریس علیہ السلام ﴿۴﴾ حضرت شیث علیہ السلام ﴿۵﴾ حضرت نوح علیہ السلام ﴿۶﴾ حضرت سام علیہ السلام ﴿۷﴾ حضرت ھود علیہ السلام ﴿۸﴾ حضرت شعیب علیہ السلام ﴿۹﴾ حضرت یوسف علیہ السلام ﴿۱۰﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

لُوْطٌ سُلَیْمَانُ یَحْیٰی صَالِحٌ زَکَرِ　　　یَّا وَحَنْظَلَةُ الرَّسِّیُّ مَعَ عِیْسٰی

ترجمہ: ﴿۱۱﴾ حضرت لوط علیہ السلام ﴿۱۲﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام ﴿۱۳﴾ حضرت یحییٰ علیہ السلام ﴿۱۴﴾ حضرت صالح علیہ السلام ﴿۱۵﴾ حضرت زکریا علیہ السلام ﴿۱۶﴾ حضرت حَنْظَلَه رَسِّی علیہ السلام اور ﴿۱۷﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

حضرت علامہ قاضی عبدالباسط بُلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی ذات سے ہمیں نفع عطاء فرمائے:۔

وَفِی الرُّسُلِ مَخْتُوْنًا لَعَمْرُکَ خِلْقَةً　　　ثَمَانٍ وَّتِسْعٌ طَیِّبُوْنَ اَکَارِمُ

ترجمہ: تیری زندگی کی قسم! انبیائے کرام علیہم السلام میں پیدائشی طور پر ختنہ شدہ آٹھ اور نو یعنی سترہ تھے، وہ سب پاکیزہ تھے عزت وتوقیر والے تھے۔

وَهُمْ زَکَرِیَّا شِیْثُ اِدْرِیْسُ یُوْسُفُ　　　وَحَنْظَلَةُ عِیْسٰی وَمُوْسٰی وَآدَمُ

ترجمہ: وہ حضرت زکریا علیہ السلام ﴿۲﴾ حضرت شیث علیہ السلام ﴿۳﴾ حضرت ادریس علیہ السلام ﴿۴﴾ حضرت یوسف علیہ السلام ﴿۵﴾ حضرت حنظلہ علیہ السلام ﴿۶﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ﴿۷﴾ حضرت

موسیٰ علیہ السلام ﴿۸﴾ حضرت آدم علیہ السلام۔

وَنُوحٌ شُعَيْبٌ سَامُ لُوطٌ وَصَالِحٌ سُلَيْمَانُ يَحْيٰى هُوْدُ يَاسِيْنُ خَاتَمٌ

ترجمہ: ﴿۹﴾ حضرت نوح علیہ السلام ﴿۱۰﴾ حضرت شعیب علیہ السلام ﴿۱۱﴾ حضرت سام علیہ السلام ﴿۱۲﴾ حضرت لوط علیہ السلام ﴿۱۳﴾ حضرت صالح علیہ السلام ﴿۱۴﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام ﴿۱۵﴾ حضرت یحییٰ علیہ السلام ﴿۱۶﴾ حضرت ھود علیہ السلام اور ﴿۱۷﴾ سب سے آخری نبی ہمارے آقا و مولا حضرت یٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تنبیہ: بعض علماء نے فرمایا: کہ راویوں کا یہ کہنا کہ یہ مختون پیدا ہوئے مجازی معنوں میں ہے۔ کیوں کہ ختنہ کا معنیٰ تو (زائد گوشت کو) ''کاٹنا'' ہوتا ہے اور ظاہری طور پر یہ نہیں پایا گیا اللہ تعالیٰ کاٹنے کے بغیر کیفیت پر کسی کو پیدا فرما دیتا ہے۔ تو راویوں کے کلام کو اس اعتبار پر محمول کیا جائے گا کہ وہ ایسی کیفیت پر پیدا ہوئے جو ان کی ہوتی ہے جن کا زائد گوشت کاٹ دیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصل نہم

مہد مقدس میں چاند کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو لبھانا اور اس حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام فرمانا

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی ایک علامت نے مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہد میں چاند پر غالب آنے کی کوشش فرما رہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جدھر بھی اشارہ فرماتے وہ ادھر ہی جھک جاتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَيُحَدِّثُنِىْ وَيُلْهِيْنِىْ عَنِ الْبُكَاءِ وَاَسْمَعُ وَجْبَتَهٗ حِيْنَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ترجمہ: میں اس سے باتیں کرتا وہ مجھ سے گفتگو کرتا، مجھے رونے سے بہلاتا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا میں اس کے سجدہ ریز ہونے کی آواز سنا کرتا تھا۔

امام ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کِتَابُ الْمِائَتَيْن" میں فرمایا:

یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے غریب ہے اور معجزات کے باب میں حسن ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری میں اور امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "سِيَر" میں فرمایا:

ولادت کے اوائل (دنوں) میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کلام فرمایا۔

امام ابنِ سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "**الخصائص**" میں فرمایا:

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پنگھوڑے کو فرشتے حرکت دیا کرتے تھے۔ اور سب سے پہلے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظِ مبارکہ سے کلام فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا

فائدہ: لوگوں کی ایک جماعت نے گہوارے میں کلام کیا ہے، ہمارے شیخ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے اسماء اپنی کتاب "قَلَائِدُ الْفَوَائِدِ" میں یوں نظم کئے ہیں:۔

تَکَلَّمَ فِی الْمَھْدِ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالْخَلِیْلُ وَمَرْیَمُ

وَمُبْرِیُٔ جُرَیْجٍ ثُمَّ شَاھِدُ یُوْسُفَ ۔۔۔ وَطِفْلٌ لَدَی الْاُخْدُوْدِ یَرْوِیْهِ مُسْلِمُ

وَطِفْلٌ عَلَیْهِ مُرَّ بِالْاَمَةِ الَّتِیْ ۔۔۔ یُقَالُ لَهَا تَزْنِیْ وَلَاتَتَکَلَّمُ

وَمَاشِطَةٌ فِیْ عَهْدِ فِرْعَوْنَ طِفْلُهَا ۔۔۔ وَفِیْ زَمَنِ الْهَادِی الْمُبَارَکِ یُخْتَمُ

ترجمہ: گہوارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جُرَیج زاہد کی برأت ظاہر کرنے والے لڑکے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں شہادت دینے والے بچے نے کلام کیا۔ آگ کی کھائیوں کے قریب بچے نے بھی کلام کیا جس کی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے۔ نیز وہ بچہ بھی بحالتِ طفلی گویا ہوا جس کے پاس ایک لونڈی کو لے جایا گیا اور اس پر تہمت لگائی گئی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ لیکن وہ بات نہ کرتی تھی۔ فرعون کے زمانہ میں کنگھی کرنے والی عورت کے بچے نے بھی گفتگو کی اور یہ سلسلہ بابرکت ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اختتام پذیر ہو جائے گا۔

واللہ تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

وصل دہم

ولادتِ باسعادت پر ابلیسِ لعین کا غمگین ہونا، آسمانوں پر جانے سے رک جانا اور غیبی آوازوں کا سنائی دینا

امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابوالربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء نے بقیّ بن مَخلَد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر سے نقل کیا کہ ابلیس چار دفعہ حسرت اور غم کی بدولت چلا اٹھا:

﴿۱﴾ جس وقت اس پر لعنت کی گئی۔ ﴿۲﴾ جس وقت اس کو اتارا گیا۔ ﴿۳﴾ جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ ﴿۴﴾ جس وقت سورہ فاتحہ نازل کی گئی۔

امام ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی ابلیس کہنے لگا: آج کی رات اُس بچے کی ولادت ہوئی ہے جو ہمارا کام بگاڑ دے گا، اپنے لشکروں سے کہنے لگا اگر میں اس تک پہنچ گیا تو اسے اپنے پنجوں میں دبوچ لوں گا۔ جب وہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کو بھیج دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کو پاؤں سے ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ عدن میں جا گرا۔

امام زُبَیر بن بَکّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت معروف بن خَرَّبُوذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی اُنہوں نے فرمایا: ابلیس ساتوں آسمان کو چیر کر آگے نکل جایا کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے تین آسمانوں سے اس کو روک دیا گیا اور چار آسمانوں تک پہنچ جایا کرتا تھا۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی اسے ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔

امام خرائطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ قریش کی ایک جماعت جس میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ بن جحش، اور عُثمان بن حُوَیرِث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل تھے ایک بُت کے پاس اکٹھے ہوتے جب وہ ایک روز

اس کے پاس گئے اسے دیکھا کہ چہرے کے بل گرا ہوا ہے۔ انہیں یہ اچھا نہ لگا اُنہوں نے اسے اُٹھایا اور اس کی اصلی حالت پر لوٹا دیا۔ وہ نہ ٹھہرا بلکہ سختی کے ساتھ اُلٹ گیا۔ اُنہوں نے اسے پھر پہلی حالت پر لوٹا دیا۔ تیسری بار بھی وہ الٹ گیا۔ عثمان بولا یہ الٹ پلٹ کسی واقعہ کے باعث ہے جو ہو چکا ہے۔ یہ اس رات کا واقعہ ہے جس میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ عُثمان بن حُوَیرِث کہنے لگا:۔

اَیَاصَنَمَ الْعِیْدِ الَّذِیْ صُفَّ حَوْلَهٗ ۔۔۔ صَنَادِیْدُ وَفْدٍ مِّنْ بَعِیْدٍ وَّمِنْ قُرْبٍ

ترجمہ: اے عید کے بت! جس کے ارد گرد دور اور نزدیک کے سردار صف باندھے ہیں۔

تُنَکَّسُ مَقْلُوْبًا فَمَاذَاکَ قُلْ لَنَا ۔۔۔ اَذَاکَ سَفِیْهٌ اَمْ تُنَکَّسُ لِلْعَتْبِ

ترجمہ: تجھے منہ کے بل اوندھا گرایا جاتا ہے اس کا باعث کیا ہے؟ کیا یہ کسی بیوقوف کا کام ہے یا سرزنش کے باعث تجھے اوندھا گرایا جاتا ہے۔

فَاِنْ کَانَ مِنْ ذَنْبٍ اَسَأْنَا فَاِنَّنَا ۔۔۔ نَبُوْءُ بِاِقْرَارٍ وَّنَلْوِیْ عَلَی الذَّنْبِ

ترجمہ: اگر یہ سب کچھ گناہ کے باعث ہے جس کا ہم نے ارتکاب کیا ہے تو ہم اقرار کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ اور گناہ سے اعراض کرتے ہیں۔

وَاِنْ کُنْتَ مَغْلُوْبًا تَنَکَّسْتَ صَاغِرًا ۔۔۔ فَمَااَنْتَ فِی الْاَصْنَامِ بِالسَّیِّدِ الرَّبِّ

ترجمہ: اور اگر تو مغلوب ہو چکا ہے اور ذلت کے ساتھ منہ کے بل آن گرا ہے تو تو بتوں میں سردار اور رب کی حیثیت کا مالک نہیں ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے بُت کو پکڑا اور اس کو اس کے حال کی طرف لوٹا دیا۔ جب وہ کھڑا ہو چکا تو بت کے اندر سے ایک غیبی آواز نے پکار کر یہ اشعار پڑھے:۔

تَرَدّٰی لِمَوْلُوْدٍ اَضَاءَ تْ لِنُوْرِهٖ ۔۔۔ جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

ترجمہ: یہ بت ایک ہستی کی پیدائش کے باعث گر پڑا ہے جس کے نور کے باعث زمین کی شاہ راہیں مشرق و مغرب میں روشن ہو گئی ہیں۔

وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَّاَرْعَدَتْ ۔۔۔ قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ طُرًّا مِّنَ الرُّعْبِ

ترجمہ: اس کی آمد کی وجہ سے سارے بت گر چکے ہیں اور پوری روئے زمین کے بادشاہوں کے دل رعب کے باعث کانپنے لگے ہیں۔

وَنَارُ جَمِيْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ　　وَقَدْبَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكُرَبِ

ترجمہ: پورے ایران کی آتش بجھ چکی ہے اور اس کی روشنی تاریکی میں بدل چکی ہے اور شاہِ ایران نے بڑی بے چینی میں رات گزاری ہے۔

وَصَدَّتْ عَنِ الْكُهَّانِ بِالْغَيْبِ جِنُّهَا　　فَلَامُخْبِرٌ مِّنْهُمْ بِحَقٍّ وَّلَا كَذِبِ

ترجمہ: اس نور کی بدولت کاہنوں کے جنوں کو غیب میں جانے سے روک دیا گیا اب ان میں سے کوئی خبر دینے والا نہیں ہے نہ ہی سچی اور نہ ہی جھوٹی۔

فَيَالَقُصَيٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِكُمْ　　وَهُبُّوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ

ترجمہ: اے قصی کا خاندان! اپنی گمراہی سے واپس آجاؤ غفلت کی نیند سے جاگو اسلام اور کشادہ منزل کی طرف آؤ۔

امام خرائطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: کہ زید بن عمرو بن نُفَیل اور حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کیا کرتے تھے کہ ابرھہ کے مکہ سے واپس جانے کے بعد وہ دونوں نجاشی کے پاس گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا اے قریشیو! مجھے سچ سچ بتاؤ کیا تمہارے خاندان میں ایسا ایک شخص پیدا ہوا کہ اس کے باپ نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا پھر اس پر تیر گھمائے گئے جس کے نتیجے میں وہ بچ نکلا اور اس کی طرف سے بہت سے اونٹ ذبح کئے گئے؟ ہم نے جواب دیا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تمہیں علم ہے کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا اس نے ہماری ایک عورت سے شادی کی اس کو حاملہ چھوڑا اور انتقال کر گیا۔ اس نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی یا نہیں؟ حضرت ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اے بادشاہ سلامت! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں اپنے خاندان کے ایک بت کے قریب ہوا۔ اس کے اندر سے یہ غیبی آواز میں نے سنی:۔

وُلِدَ النَّبِيُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاكُ　　وَنَاَى الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاَشْرَاكُ

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام بادشاہ ذلیل ہو گئے۔ گمراہی دور ہو گئی اور شرک نے

پیٹھ پھیر دی۔

اس کے بعد بت اپنے سر کے بل گر پڑا۔ زید بن عمرو بولا اے بادشاہ! میرے پاس بھی اس کی خبر ہے۔ میں اسی طرح کی ایک رات نکلا اور جبلِ اَبُوْقُبَیْس پر آیا میں نے ایک شخص کو اُترتے دیکھا اس کے دو سبز پر تھے۔ وہ جبلِ اَبُوْقُبَیْس پر رُکا مکہ معظمہ کی طرف جھانک کر یوں گویا ہوا: شیطان رسوا ہوا۔ بت باطل ہوئے۔ امین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ پھر اس نے ایک کپڑے کو پھیلایا جو اس کے پاس تھا۔ اس کے ساتھ مشرق اور مغرب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے آسمان کے نیچے تمام اشیاء کو ڈھانپ لیا ہے ایک نور بلند ہوا قریب تھا کہ وہ نور میری نظر کو اُچک لیتا۔ جو کچھ میں نے دیکھا اس سے میں خوف زدہ ہو گیا۔ وہ ہاتف اپنے پروں کے ذریعے سے اُڑا اور کعبہ کے اوپر آن گرا۔ اس سے ایک نور بلند ہوا جس سے تِهَامه منور ہو گیا۔ وہ یوں کہنے لگا: زمین پاک ہو گئی۔ اس پر بہار کا موسم آ گیا۔ اس نے ان بتوں کی طرف اشارہ کیا جو کعبہ کے اوپر تھے۔ وہ سب کے سب گر پڑے۔

نجاشی نے کہا جو مجھ پر گزری وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ رات جس کا تم نے ذکر کیا اس میں میں اپنے قُبّہ کے اندر اپنی خلوت کے وقت سویا ہوا تھا۔ اچانک زمین سے میرے اوپر تک ایک گردن اور سر برآمد ہوئے وہ سر یوں کہہ رہا تھا:۔ ہاتھی والوں پر ہلاکت آ گئی۔ ان کو پرندوں کے جھمگٹوں نے ٹھکریوں سے بنے ہوئے پتھروں سے اپنا نشانہ بنایا۔ جُرم اور زیادتی کا ارتکاب کرنے والا اَشْـرَم مارا گیا۔ حرمِ مکہ کے رہنے والے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے۔ جس نے ان کا کہا مانا سعادت مند ہو گا اور جس نے انکار کیا وہ حق سے تجاوز کرنے والا ہو گا۔ وہ پھر زمین کے اندر چلا گیا۔ میں نے چلانا شروع کر دیا۔ گفتگو کرنے کی مجھ میں ہمت نہ رہی۔ میں نے اُٹھنے کا ارادہ کیا لیکن کھڑا نہ ہو سکا۔ میرے پاس گھر والے آئے میں نے کہا ان حبشیوں کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔ اُنہوں نے ان کو ہٹا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے کرم سے میری زبان اور ٹانگیں کام کرنے لگیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا: کہ جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایک غیبی آواز نے جبلِ اَبُوْقُبَیْس اور حَجُون کے اختتام جہاں سے مکہ مکرمہ کے قبرستان کا آغاز ہوتا ہے پر سے پکار کر کہا:۔ حَجُون کے

Marfat.com

پہاڑ کے اوپر والے ہاتف نے یوں کہا:

فَاُقْسِمُ مَا اُنْثٰی مِنَ النَّاسِ اَنْجَبَتْ　　　وَلَا وَلَدَتْ اُنْثٰی مِنَ النَّاسِ وَالِدَةْ

ترجمہ: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ لوگوں میں سے کوئی ماں اتنے صاحبِ شرافت لڑکے کی ماں نہیں بنی اور نہ ہی بنی نوعِ انسان میں سے کسی عورت نے ماں بن کر ایسا بچہ جنا ہے۔

کَمَا وَلَدَتْ زُهْرِيَّةٌ ذَاتُ مَفْخَرٍ　　　مِجَنَّبَةٌ لُؤْمَ الْقَبَائِلِ مَاجِدَةْ

ترجمہ: جیسا کہ بنی زُھرہ کی ایک نیک بخت عورت نے بچہ جنا ہے یہ ماں فخر والی ہے، اسے قبائل کے طعن سے محفوظ رکھا گیا ہے اور بزرگی والی ہے۔

فَقَدْ وَلَدَتْ خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اَحْمَدَا　　　فَاَكْرِمْ بِمَوْلُوْدٍ وَّاَكْرِمْ بِوَالِدَةْ

ترجمہ: اس کے ہاں کائنات میں سب سے افضل ہستی حضرت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہو چکی ہے وہ بچہ کتنا معزز ہے اور وہ ماں کتنی عزت والی ہے۔

اور وہ ہاتف جو جبلِ اَبُوقُبَيْس پر تھا وہ یوں کہنے لگا:

يَا سَاكِنِي الْبَطْحَاءِ لَا تَغْلَطُوْا　　　وَمَيِّزُوا الْاَمْرَ بِعَقْلٍ مُضِي

ترجمہ: اے بطحا کے باشندو! غلطی میں مت پڑو۔ روشن عقل سے معاملہ کا امتیاز کرو۔

اِنَّ بَنِيْ زُهْرَةَ مِنْ سِرِّكُمْ　　　فِيْ غَابِرِ الْاَمْرِ وَعِنْدَ الْبَدِيْ

ترجمہ: بلاشبہ بنو زُھرہ معاملہ کے انجام اور اس کے آغاز سے تمہارا بہترین حصہ ہیں۔

وَاحِدَةٌ مِنْكُمْ فَهَاتُوْا لَنَا　　　فِيْمَنْ مَضٰى فِي النَّاسِ اَوْمَنْ بَقِي

ترجمہ: گزشتہ اور موجود لوگوں میں سے ایک عورت ہی ہمارے سامنے پیش کرو۔

وَاحِدَةٌ مِنْ غَيْرِهِمْ مِثْلَهَا　　　جَنِيْنُهَا مِثْلُ النَّبِيِّ التَّقِي

ترجمہ: اس آمنہ خاتون کی مانند ان کے علاوہ اور لوگوں سے سامنے لاؤ جس کا لختِ جگر اس متقی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مانند ہو۔

وصل یازدھم

دریائے دجلہ کا بہہ پڑنا ،ایوانِ کسریٰ کا لرزنا
کنگروں کا گرنا،آگ کا سرد ہوجانا اور دیگر معجزات

امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے بیان کیا کہ ایران کے بادشاہ پرویز نے دِجلَۃُ الْعَوْرَاء پر بند باندھ رکھا تھا اور اس پر بہت کثیر مال خرچ کیا تھا۔ نیز اس نے اپنے ملک میں ایک عظیم الشان اور بے مثل محل تیار کر رکھا تھا۔ اس کے دربار میں تین سو کاہن، جادوگر اور ستارہ شناش تھے۔ ان میں سے ایک عرب کا باشندہ بھی تھا جس کا نام سَائِب تھا۔ باذان نے اسے یمن سے روانہ کیا تھا۔ شاہِ ایران کے سامنے جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا وہ انہیں جمع کرتا اور کہتا اس معاملہ میں غور کرو کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔

جب حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ صبح ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ اس کا محل بغیر کسی بوجھ کے شکستہ ہوگیا ہے۔ اور دِجلَۃُ الْعَوْرَاء کا بند پھٹ گیا ہے۔ جب اس نے یہ سب کچھ دیکھا اسے غم لاحق ہوگیا۔ اس نے اپنے کاہنوں، جادوگروں اور نجومیوں کو بلایا۔ سَائِب بھی ان میں شامل تھا۔ پھر ان سے کہنے لگا میری مملکت کا محل بغیر کسی بوجھ کے شکستہ ہوگیا ہے۔ اپنے اپنے علم کی روشنی میں اس معاملہ میں غور کرو۔ لیکن آسمان کے اطراف ان پر بند کردیئے گئے۔ اور زمین تاریک ہوگئی۔ کچھ علامت نہ نظر آئی جسے وہ دیکھ سکتے۔ سَائب نے ایک تاریک رات زمین کے ایک ٹیلے پر گزاردی۔ وہ غور کرتا رہا۔ اس نے حجاز کی طرف سے ایک چمک دیکھی جو اُڑی اور مشرق تک جا پہنچی۔ جب صبح ہوئی اس نے اپنے قدموں کے نیچے ایک سبز باغ دیکھا۔ اس نے فال پکڑتے ہوئے کہا اگر میں نے جو دیکھا ہے وہ برحق تھا تو حجاز سے ایک بادشاہ نکلے گا۔ وہ مشرق تک جا پہنچے گا۔ اس کے دورِ حکومت میں زمین ہری بھری ہوجائے گی جیسا کہ کسی سب سے بڑھ کر فضیلت والے بادشاہ کے دورِ حکومت میں سرسبز وشاداب ہوتی ہے۔

کاہن اور نجومی اکٹھے خلوت میں بیٹھے اور اُنہوں نے وہ مصیبت دیکھی جو ان پر آن پڑی تھی۔اور سائب کو جو نظر آیا اس نے دیکھا وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے خدا کی قسم! تمہارے اور تمہارے علموں کے درمیان ایک آسمانی معاملہ حائل ہو چکا ہے۔حقیقتِ حال یہ ہے کہ ایک نیا نبی مبعوث ہوگا یا اس کی بعثت ہو چکی جو اس بادشاہ سے ملک چھین لے گا اور اس کی شان وشوکت کو توڑ دے گا اگر تم کسریٰ کو اس کے ملک کے ٹوٹ جانے کی خبر دو تو وہ تمہیں ضرور قتل کر دے گا۔لہٰذا اُنہوں نے اتفاق کرلیا کہ اس سے یہ معاملہ چھپا کر رکھیں۔اور اُنہوں نے اس سے کہا ہم نے غور کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ دِجْلَةُ الْعَوْرَاء کے بند اور بادشاہ کے محل کی بنیاد نحوست پر رکھی ہے۔جب تک دن رات کی گردش چلتی رہے گی نحوست اپنے مواقع پر ظاہر ہوتی رہے گی یہ سب کچھ جو اس نحوست پر تعمیر کیا گیا ہے ختم ہو جائے گا۔ہم آپ کے لئے ایک حساب لگاتے ہیں آپ اس حساب پر بنیاد رکھیں وہ عمارت ختم نہ ہوگی۔اُنہوں نے حساب لگایا اور اسے تعمیر کرنے کی فرمائش کی تو دِجْلَةُ الْعَوْرَاء کا بند آٹھ ماہ کے عرصہ میں تعمیر ہو گیا۔اس پر کثیر اخراجات ہوئے یہاں تک کہ اس سے فراغت ہو گئی۔جب اس سے فارغ ہوئے تو بادشاہ اُن سے کہنے لگا کیا اس کی دیواروں پر میں بیٹھ سکتا ہوں؟۔اُنہوں نے جواب دیا ہاں اس نے اپنے فوجی کمانڈروں اور صوبہ داروں کے ہمراہ ایک نشست کا اہتمام کیا وہ اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دجلہ کا بند پھٹ پڑا اور وہ ساری عمارت نیچے سے نکل گئی۔بالکل آخری موقعہ پر وہ وہاں سے جان بچا کر نکل سکا۔جب لوگوں نے اسے نکالا اس نے ان کاہنوں،جادوگروں اور نجومیوں کو بلایا اور ان میں سے ایک سو کے لگ بھگ افراد قتل کر دیئے اور ان سے کہا میں نے تمہیں اپنا قرب عطاء کیا اور تم پر اتنا مال خرچ کیا پھر بھی تم نے مجھ سے خیانت کی۔وہ کہنے لگے اے بادشاہ! ہم سے بھی غلطی ہو گئی جس طرح کہ ہم سے پہلے لوگوں سے غلطی ہوئی۔اُنہوں نے پھر حساب لگایا اور تعمیر کا حکم دیا۔اس نے اسے تعمیر کیا اور اس سے فراغت پائی اُنہوں نے اسے اس پر جلوس کی فرمائش کی۔لیکن وہ اس پر بیٹھنے سے خوف زدہ تھا۔وہ سوار ہوا اور تعمیر کے اوپر چلنے لگا جب وہ ابھی چل ہی رہا تھا کہ وہ بند بھی پھٹ گیا اسے آخری وقت میں بمشکل بچایا گیا۔اس نے انہیں بلایا اور کہا میں تم کو قتل کر دوں گا ورنہ تم مجھے سچ سچ بتاؤ،اس پر اُنہوں نے اسے سچ سچ بتایا اور معاملہ کی حقیقت بتائی،اس پر وہ کہنے لگا تم پر ہلاکت مسلط ہو۔تم نے مجھ کو وہ کیوں نہیں بتایا ورنہ میں بھی اس بارے میں غور وفکر کرتا۔

اُنہوں نے عرض کی کہ خوف نے ہمیں اس امر سے باز رکھا۔اس پر اُس نے انہیں معاف کر دیا۔

امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اَلـدَّلَائِل میں، امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''دلائل'' میں اور امام خرائطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مخزوم بن ہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے جن کی عمر ڈیڑھ سو برس ہو چکی تھی سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا جس رات حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی کسریٰ کا محل لرزنے لگا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے فارس کی آگ سرد ہوگئی وہ پچھلے ایک ہزار سال سے کبھی بجھی نہ تھی۔ بُـحَیرَہ ساوہ کا پانی خشک ہوگیا۔ مُـوْبَـذَان نے دیکھا کہ سرکش اونٹ عِـرَاب (خالص عربی) گھوڑوں کی قیادت کر رہے ہیں۔دجلہ کا بند ٹوٹ گیا اور اس کا پانی ان علاقوں میں پھیل گیا۔جب صبح ہوئی کسریٰ خوف زدہ تھا۔لیکن بناوٹی بہادری کے ساتھ صبر کا اظہار کر رہا تھا۔پھر اس نے خیال کیا کہ جب اس کا صبر اضطراب میں بدل گیا تو وہ اپنے وزراء اور امراء سے یہ حقیقت مخفی نہ رکھ سکے گا۔اس پر اس نے ان کو اکٹھا کیا۔سلطنت کا تاج سر پر پہنا، تخت پر بیٹھا اور ان کو بلا بھیجا۔جب وہ سب اس کے ہاں جمع ہو گئے تو وہ کہنے لگا کیا تمہیں علم ہے کہ کیوں تم کو میں نے بلا بھیجا ہے؟۔وہ جواب میں کہنے لگے ہمیں تو معلوم نہیں آپ ہمیں بتا دیں۔وہ اسی حال میں تھے کہ ایران کی آگ کے بجھ جانے کے متعلق خط پہنچ گیا جس سے اس کے غم میں اضافہ ہوا۔پھر اس نے اپنے خوف کا سبب بیان کیا۔ مُـوْبَـذَان کہنے لگا اللہ تعالیٰ ملک کی اصلاح فرمائے میں نے بھی اس رات ایک خواب دیکھا تھا اس نے اپنا اونٹ والا خواب بیان کیا۔اس نے پوچھا اے مـوبـذان! یہ کیا ہے؟۔وہ ان میں سب سے بڑھ کر علم والا تھا۔اس نے جواب دیا عرب کے کسی طرف ایک واقعہ ہو چکا ہے۔کسریٰ نے اس وقت یہ خط لکھوایا:۔

شہنشاہِ کسریٰ کی جانب سے نعمان بن منذر کی طرف۔اَمّابعد! میری خدمت میں ایسا شخص اِرسال کرو جو یہ جانتا ہو کہ میں اس سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں، اس نے عبدالمسیح بن عمرو بن حسان بن بُقَیْلَہ غسّانی کو اس کے پاس روانہ کر دیا۔

(وضاحت) بُقَیْلَہ باء کی پیش، قاف کی زبر اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔

جب وہ اس کے ہاں پہنچا تو اس نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں تم سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں؟۔ اس نے جواب دیا بادشاہ سلامت مجھ سے پوچھ لیں یا بادشاہ سلامت بتائیں۔ اگر مجھے اس کا جواب معلوم ہوگا تو میں بتادوں گا ورنہ اس شخص کی نشاندہی کروں گا جو یہ جانتا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ کسریٰ نے اسے بتایا تو اس نے جواب دیا اس کا جواب میرے ماموں کے پاس ہے جو شام کے مشرقی علاقوں میں رہتا ہے۔ اس کا نام سَطِیْح ہے۔ کسریٰ نے اسے حکم دیا کہ اس کے پاس جاؤ اس سے پوچھو اور اس کی تعبیر جو اسے معلوم ہے لے کر میرے پاس پہنچو۔ اس گفتگو کے بعد عَبْدُالْمَسِیح اُٹھا اور سَطِیْح کے پاس پہنچا۔ جب کہ وہ قریب المرگ تھا۔ اس نے اس کو سلام وتحیت پیش کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ عَبْدُالْمَسِیح یوں کہنے لگا:۔

یمن کا سردار کیا بہرہ ہو چکا ہے یا اسے سنائی دیتا ہے؟ اس نے چند اشعار پڑھے، راوی نے وہ پڑھے۔

سَطِیْح نے جب اس کا کلام سنا اس نے آنکھ کھولی۔ پھر یوں کہنے لگا:۔ بلند پہاڑ پر رہنے والا عبدالمسیح، سطیح کے پاس آیا ہے باوجود دوری کے اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ بنو ساسان کے بادشاہ نے تجھے بھیجا ہے۔ محل کے لرزنے، آگ کے بجھ جانے کا سبب اور موبذ ان کے خواب کی تعبیر معلوم کرنے کے لئے ارسال کیا ہے۔ جس نے یہ خواب دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کی قیادت کر رہا ہے۔ دریائے دجلہ منقطع ہو گیا۔ اور اس کا پانی ان علاقوں میں پھیل گیا۔ اے عبدالمسیح! جب قرآنِ مجید کی تلاوت کثرت سے کی جائے گی عصا والا نبی ظاہر ہوگا، سَمَاوَہ کی وادی بہہ پڑے گی اور سَاوَہ کا بُحَیْرَہ خشک ہو جائے گا۔ تو شام کا ملک سَطِیْح کے لئے شام نہ رہے گا۔ ان میں سے کنگروں کی تعداد کے برابر مرد اور عورتیں حکمران ہوں گے ہر آنے والا واپس چلا جائے گا۔ اس کے بعد سَطِیْح اسی جگہ مر گیا۔ عَبْدُالْمَسِیح کسریٰ کے پاس آیا اور اسے تعبیر بتائی۔ تو اس نے کہا ہم میں سے چودہ بادشاہ گزرنے تک کئی معاملات پیش آئیں گے تو چار سال کے اندر دس بادشاہ گزر گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک باقی بھی گزر گئے۔

حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن ابی زکریا یحییٰ بن علی شقراطسی پر اللہ تعالیٰ بے حد رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے یوں فرمایا ہے:۔

ضَاءَ تْ لِمَوْلِدِهِ الْاٰفَاقُ وَاتَّصَلَتْ بُشْرَی الْهَوَاتِفِ فِي الْاِشْرَاقِ وَالطَّفَلِ

ترجمہ: حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر آفاق روشن ہوگئے۔ صبح کے روشن ہونے اور اس سے پہلے کی تاریکی میں غیبی ہاتفوں کی مسلسل بشارتیں آنے لگیں۔

وَصَرْحُ كِسْرٰی تَدَاعَی مِنْ قَوَاعِدِهٖ وَانْقَضَّ مُنْكَسِرَ الْاَرْجَاءِ ذَامَيَلِ

ترجمہ: کسریٰ کے محل کی بنیادیں پھٹ گئیں وہ اس طرح پھٹا کہ اس کے اطراف ٹوٹ گئے اور ایک جانب جھک گئے۔

وَنَارُفَارِسَ لَمْ تُوْقَدْ وَمَا خَمَدَتْ مِنْ اَلْفِ عَامٍ وَنَهْرُ الْقَوْمِ لَمْ يَسِلِ

ترجمہ: ایران کا آتش کدہ روشن نہ رہا ایک ہزار سال سے اس کی آگ کبھی سرد نہ پڑی تھی اور لوگوں کو سیراب کرنے والی نہر جاری نہ رہی۔

خَرَّتْ لِمَوْلِدِهِ الْاَوْثَانُ وَانْبَعَثَتْ ثَوَاقِبُ الشُّهْبِ تَرْمِي الْجِنَّ بِالشُّعَلِ

ترجمہ: حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ پاک پر بت منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور شہابِ ثاقب جنات پر شعلہ باری کرنے لگے۔

حضرت **امام ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حماد دلاصی المشہور بہ بوصیری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں فرمایا:

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ يَاطِيْبَ مُبْتَدَءٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ عنصر سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ظہور ہوا۔ سبحان اللہ کتنا اچھا آغاز ہے اور انجام ہے۔

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

ترجمہ: اس روز ایرانیوں کو آثار وقرائن سے پتہ چل گیا کہ ان کو شدت اور سزا سے ڈرایا گیا ہے۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰی وَهُوَ مُنْصَدِعٌ كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰی غَيْرَ مُلْتَئِمِ

Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: کسریٰ کا محل پھٹ گیا جس طرح کہ کسریٰ کے درباریوں کی جمعیت پھر کبھی مجتمع نہ ہو سکی۔

وَالنَّارُ خَامِدَۃُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ عَلَیْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِی الْعَیْنِ مُنْسَدِمِ

ترجمہ: اس پر آگ افسوس کے باعث بجھے بجھے سانس لینے لگی اور نہر نے اپنے منبع بھلا دیا اور اس کے پانی پر اکھٹے رہنے کی وجہ سے کائی چھا گئی۔

وَسَاءَ سَاوَۃَ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُهَا وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِیْ

ترجمہ: ساوہ کو اس کے سمندر کے خشک ہونے نے غم ناک کر دیا اور اس کے پاس پانی حاصل کرنے کی غرض سے آنے والا غصہ سے بھرا ہوا واپس لوٹ گیا جب کہ اس کو پیاس لگی ہوئی تھی۔

کَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ حُزْنًا وَّبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

ترجمہ: گویا غم کے باعث آگ میں ایسی تری در آئی تھی جو پانی میں ہوتی ہے اور پانی میں وہ بھڑک تھی جو آگ میں ہوتی ہے۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَۃٌ وَالْحَقُّ یَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًی وَّمِنْ کَلِمِ

ترجمہ: جنّات پوشیدہ طور پر آوازیں نکالنے لگے انوار روشن ہو گئے۔ حق کا اظہار معنوی طور پر اور کلام میں ہونے لگا۔

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ یُسْمَعْ وَبَارِقَۃُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشِمِ

ترجمہ: کفار اندھے اور بہرے ہو گئے لہٰذا بشارتوں کا اعلان ان کو سنائی نہ دیا اور عذابِ الٰہی سے ڈرانے کے کوندے ان کے سامنے نہ چمکے۔

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاهِنُهُمْ بِاَنَّ دِیْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ یَقُمِ

ترجمہ: یہ سب کچھ اس کے بعد ہوا کہ کاہنوں نے اپنی اپنی قوموں کو بتا دیا تھا کہ ان کا ٹیڑھا دین قائم نہ رہ سکے گا۔

مِنْ بَعْدَ مَا عَایَنُوْا فِی الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ مُنْقَضَّۃٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

ترجمہ: نیز یہ سب کچھ اس کے بعد ہوا کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ آفاق پر اتنی کثیر تعداد میں شہاب ٹوٹنے لگے جتنی تعداد میں کہ زمین پر بت تھے۔

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِیْقِ الْحَقِّ مُنْهَزِمٌ　　　مِنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْ اِثْرَ مُنْهَزِمِ

ترجمہ: یہاں تک کہ حق کی راہ سے شیاطین اس طرح فرار ہونے لگے کہ ایک بھاگنے والے کے پیچھے دوسرا بھاگا جارہا تھا۔

نیز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قصیدہ همزیه میں یوں فرمایا ہے:۔

وَمُحَیًّا کَالشَّمْسِ مِنْکَ مُضِیْءٌ　　　اَسْفَرَتْ عَنْهُ لَیْلَةٌ غَرَّاءُ

ترجمہ: قسم ہے سورج کی مانند تاباں چہرے کی جس کے سامنے چاندنی رات پھیکی معلوم ہوتی تھی۔

لَیْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِیْ کَانَ لِلدِّ　　　یْنِ سُرُوْرٌ بِیَوْمِهٖ وَازْدِهَاءُ

ترجمہ: شبِ ولادتِ باسعادت جس کا دن دین کے لئے سرور اور فخر کا باعث تھا۔

وَتَوَالَتْ بُشْرَی الْهَوَاتِفِ اَنْ قَدْ　　　وُلِدَ الْمُصْطَفٰی وَحَقَّ الْهَنَاءُ

ترجمہ: غیبی آوازیں تسلسل کے ساتھ بشارتیں دیتی تھیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوچکی اور مبارک بادی کا موقع آن پہنچا۔

وَتَدَاعٰی اِیْوَانُ کِسْرٰی وَلَوْ　　　لَا اٰیَةٌ مِّنْکَ مَاتَدَاعَی الْبِنَاءُ

ترجمہ: ایران کے کسریٰ کا محل شق ہوگیا اور اگر یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم آپ کا معجزہ نہ ہوتا تو اس میں دراڑیں نہ پڑتیں۔

وَغَدَا کُلُّ بَیْتِ نَارٍ وَفِیْهِ　　　کُرْبَةٌ مِّنْ خُمُوْدِهَا وَبَلَاءُ

ترجمہ: ہر آتش کدہ میں آگ کے بجھ جانے کے باعث بے چینی اور مصیبت کا دور دورہ تھا۔

وَعُیُوْنٌ لِّلْفُرْسِ غَارَتْ فَهَلْ کَا　　　نَ لِنِیْرَانِهِمْ بِهَا اِطْفَاءُ

ترجمہ: ایرانیوں کے چشمے سوکھ گئے تو کیا ان کے آتش کدوں کی آگ ان کی وجہ سے بجھی تھی۔

فَهَنِیْئًا بِهٖ لِاٰمِنَةَ الْفَضْ　　　لُ الَّذِیْ شُرِّفَتْ بِهٖ حَوَّاءُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ عظمت وشرف مبارک ہو جس

سے حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف ہوئی تھیں۔

مَنَّ لِحَوَّاءَ اَنَّهَا حَمَلَتْ اَحْ مَدًا وَّ اَنَّهَا بِهٖ نُفَسَاءُ

ترجمہ: حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا کہ وہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے حاملہ ہوئیں اور پھر وہ نفاس والی ہوئیں۔

يَوْمَ نَالَتْ بِوَضْعِهِ ابْنَةُ وَهْ بٍ مِّنْ فَخَارٍ مَّالَمْ تَنَلْهُ النِّسَاءُ

ترجمہ: جس روز کہ حضرت وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑکی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دے کر وہ فخر حاصل کرلیا جو عورتوں میں کوئی بھی نہ پاسکی۔

وَاَتَتْ قَوْمَهَا بِاَفْضَلَ مِمَّا حَمَلَتْ قَبْلُ مَرْيَمُ الْعَذْرَاءُ

ترجمہ: حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی قوم کے سامنے ایک ایسے نومولود کو پیش کیا جو اس بچہ سے افضل تھا جن کے ساتھ کنواری مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئی تھیں۔

شَمَّتَتْهُ الْاَمْلَاكُ اِذْوَضَعَتْهُ وَشَفَتْنَا بِقَوْلِهَا الشِّفَاءُ

ترجمہ: جب والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنا تو دنیا کے بادشاہوں نے آپ کی چھینک کا جواب دیا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ شفاء نے اپنی گفتگو سے ہمیں شفا دی۔

رَافِعًا رَّاْسَهٗ وَفِیْ ذٰلِكَ الرَّفْ عِ اِلٰی كُلِّ سُوْدَدٍ اِيْمَاءُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنا سر مبارک اوپر اُٹھائے ہوئے تھے اور اس سر کے اُٹھانے میں تمام قسم کی سیادت کی طرف اشارہ تھا۔

رَامِقًا طَرْفُهُ السَّمَاءَ وَمَرْمٰی عَيْنِ من شَانه الْعُلُوُّ الْعَلَاء

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اپنی شان کی بلندی اور برتری پر تھی۔

وَتَدَلَّتْ زُهْرُ النُّجُوْمِ اِلَيْهِ وَاَضَاءَتْ بِضَوْئِهَا الْاَرْجَاءُ

ترجمہ: حسین وجمیل ستارے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب جھک گئے اوران کی روشنی سے اطراف واکناف روشن ہوگئے۔

وَتَرَاءَتْ قُصُوْرُ قَيْصَرَ بِالشَّا ۔۔۔ مِ يَرَاهَا مَنْ دَارُهُ الْبَطْحَاءُ

ترجمہ: شام میں موجود قیصر کے محلات نظر آنے لگے اورانہیں وہ شخص دیکھنے لگا جس کا گھر بطحاء میں تھا۔

مشکل الفاظ کی وضاحت

﴿۱﴾ كِسْرٰى:۔ کاف کی زبراورزیردونوں طرح سے درست ہے۔ایران کے بادشاہ کواس نام سے ذکر کیا جاتا تھا۔ان میں جس کے زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اس کا نام نوشیرواں بن قباذ بن فیروز بن یزدجرد بن بہرام گورتھا۔اور جس کی طرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خط لکھا اوراس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ مبارک کو چاک کردیا اس کا نام پرویز بن ھرمز نوشیروان تھا۔اور جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قتل کیا گیا اور مسلمانوں نے اس کے ملک پر قبضہ جمالیا اس کا نام یزدجرد بن شہریار تھا۔

﴿۲﴾ دِجْلَه:۔ دال کی زیر کے ساتھ ہے۔بغداد کا ایک دریا ہے۔امام ثعلب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس کوالف لام کے بغیریوں استعمال کیا جائے گا۔ عَبَرْتُ دِجْلَةَ (میں نے دجلہ کو پار کرلیا)۔

﴿۳﴾ اِيْوَان:۔ دِيْوَان کے وزن پر ہے اس کو کِتَاب کے وزن پر اِوَان بھی پڑھا جاتا ہے۔یہ ایک طولانی عمارت ہوتی ہے جس کا سامنا حصہ بند نہیں ہوتا۔پہلی صورت میں اس کی جمع اَوَاوِيْن بروزن دَوَاوِيْن اور اِيْوَانَات آتی ہے اور دوسری صورت میں اس کی جمع اُوْن ہے جیسا کہ خِوَانٌ کی جمع خُوْن آتی ہے۔عراق کے علاقہ میں مدائن کے شہر میں ایک مشہور عمارت تھی۔یہ ایک مضبوط عمارت تھی جو بڑی بڑی اینٹوں اور چونے سے بنائی گئی تھی۔اس کی چھت بھی اسی کی مانند طول میں ایک سو ہاتھ تھی۔سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پروہ عمارت لرزنے لگی یہاں تک اس سے آواز سنائی دینے لگی۔اس میں دراڑیں پڑگئیں اوراس کے چودہ کنگرے زمین بوس ہوگئے۔اس کا باعث اس کی تعمیر میں کوئی خرابی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ اس کے نبی پاک صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی کے طور پر رہتی دنیا تک باقی رہے۔

﴿۴﴾ مُوْبَـذَان:۔ میم پر پیش، واؤ پر سکون اور باء پر زبر کے ساتھ ہے۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باء کی زیر اور ذال کے ساتھ اس کا تلفظ نقل کیا ہے۔ یہ آتش پرستوں کے ہاں ایک عہدے کا نام ہے اس کا مقام و مرتبہ وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں میں قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس کا ہوتا ہے۔

﴿۵﴾ عِـرَاب:۔ عین کی زیر کے ساتھ ہے۔ ترکی گھوڑے کے برعکس عربی گھوڑوں کو کہتے ہیں۔ کسی گھوڑے کے ماں باپ دونوں عربی ہوں اسے عَتِیـق کہتے ہیں۔ اگر دونوں عجمی ہوں تو بِـرْذُوْن۔ اگر اس کا باپ عربی اور ماں عجمی ہو تو ھَجِیْن کہلاتا ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو اسے مُقْرِف کہتے ہیں۔

﴿۶﴾ بُحَیْرَہ سَاوَہ: بہت وسیع الاطراف سمندر تھا۔

علامہ صرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے کسی قصیدہ میں یوں کہا ہے:۔

☆غَارَتْ وَقَدْ کَانَتْ جَوَ انِبُهَا تَفُوْتُ الْمِیْلَا☆

ترجمہ: وہ خشک ہو گیا حالاں کہ اس کے اطراف میلوں میں نہ سماتے تھے۔

دوسرے علماء نے فرمایا کہ یہ سات فرسنگ سے زیادہ تھا۔ اس میں کشتیاں چلتی تھیں اور ان کے ذریعے اس کے اردگرد کے علاقوں اور شہروں کی طرف سفر کیا جاتا تھا۔ ولادتِ باسعادت کی صبح کو وہ اس طرح خشک ہو گیا گویا اس میں پانی بالکل تھا ہی نہیں۔

تنبیہ: بعض کتابوں میں ہے کہ بُحَیْرَہ طبریہ خشک ہو گیا۔ یہ روایت معروف نہیں ہے۔ نیز ثابت نہیں کہ بحیرہ طبریہ کا پانی خشک ہوا تھا۔ وہ آج بھی باقی ہے۔

﴿۷﴾ سَاوَہ:۔ رے اور ہمدان کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

﴿۸﴾ سَمَاوَہ:۔ سین کی زبر پھر میم کی تخفیف اور زبر کے ساتھ بنی کلب کا ایک صحرا تھا۔ اس کی زمین اونچی تھی۔ اس میں کوئی پتھر نہ تھا، اس کی لمبائی زیادہ تھی اور عرض بہت کم تھا، عام زمین سے اونچائی کے باعث اس کا نام

"سَمَاوَہ" تھا۔

﴿۹﴾ فَـارِسُ:۔ (ایرانی) فُـرُس کی مانند عجمیوں کی ایک جماعت کا اسمِ علم ہے۔ یہ مجوسی مذہب رکھتے تھے آگ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کے آتش کدوں کے دربان مقرر تھے جو باری باری ان کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ وہ کبھی نہ بجھتی۔ دن رات روشن رہتی لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی رات وہ بجھ گئی۔ وہ جلاتے لیکن وہ نہ جلتی۔ اس کا جلنا ختم ہو کر رہ گیا باوجود یہ کہ وہ اسے جلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ ایک عجیب نشان تھا۔ اگر یہ لوگ اسے جلانے کی کوشش نہ کر رہے ہوتے اور یہ بجھ جاتی تو اس صورت میں یہ ایک اتفاقی معاملہ ہوتا ولادتِ نبوی کا نشان نہ ہوتا۔ وہ ان کے روشن کرنے کے باوجود بجھ گئی جب کہ ایک ہزار سال سے وہ کبھی نہ بجھی تھی۔ مجوسی اتنے عرصہ تک اس کی عبادت کرتے رہے تھے۔

﴿۱۰﴾ قَيْصَر:۔ رومیوں کا ایک بادشاہ۔

﴿۱۱﴾ اَلْبَطْحَاءُ. اَلْاَبْطَحُ:۔ دراصل پانی کی وسیع گزرگاہ کو کہتے ہیں جس میں باریک کنکریاں ہوں۔ یہاں پر مراد اس سے مکہ کا مقام بطحاء ہے۔

وصل دوازدھم

ولادتِ باسعادت پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسرت کا اظہار اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''محمد'' رکھنا

امام ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے فرمایا کہ جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ہوئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اسے دیکھنے کے لئے تشریف لائیے۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور دیکھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استقرارِ حمل کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور جو ان سے کہا گیا تھا اور نام کے بارے میں جو کچھ انہیں حکم دیا گیا تھا یہ سب کچھ ان کو بتا دیا۔

لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھایا اور کعبہ معظّمہ میں داخل ہوئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور اس کی اس عطاء وانعام پر شکر ادا کیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچے اس وقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ　　هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

ترجمہ: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ مجدہ کیلئے جس نے مجھے یہ لڑکا عطاء فرمایا جس کی آستینیں بہت اچھی ہیں۔

قَدْ سَادَفِی الْمَھْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ　　اُعِیْذُهٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ

ترجمہ: وہ گہوارے میں تمام بچوں کا سردار ہے میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے رُکنوں والے گھر کی پناہ کا طالب ہوں۔

حَتّٰی یَکُوْنَ بُلْغَةَ الْفِتْیَانِ　　حَتّٰی اَرَاهُ بَالِغَ التِّبْیَانِ

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کی عمر کو پہنچ جائے اور میں دیکھ لوں کہ وہ مافی الضمیر کو اچھے انداز سے واضح کررہے ہوں۔

اُعِیْذُهُ مِنْ شَرِّ ذِیْ شَنْآنٍ مِنْ حَاسِدٍ مُضْطَرِبِ الْعَیَانِ

ترجمہ: میں ہر عداوت رکھنے والے سے اس کے لئے پناہ چاہتا ہوں۔ جو حاسد اور مضطرب شخصیت والا ہو۔

ذِیْ هِمَّةٍ لَیْسَ لَهٗ عَیْنَانِ حَتّٰی اَرَاهُ رَافِعًا لِلشَّانِ

ترجمہ: نیز ہر خواہش والے سے جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں سے اس کے لئے پناہ کا طالب ہوں یہاں تک کہ میں اسے دیکھ لوں کہ وہ بلند شان ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ سُمِّیْتَ فِی الْفُرْقَانِ اَحْمَدَ مَکْتُوْبٌ عَلَی اللِّسَانِ

ترجمہ: تمہارا ہی نام فرقان میں احمد ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام لوگوں کی زبانوں پر لکھا ہوا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اَبُو الْحَسن تَنُوْخِیُ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ جب ولادتِ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتواں روز ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جانور ذبح کیا قریش کی دعوت کی جب وہ کھانا کھا چکے تو پوچھنے لگے: اے عبدالمطلب! اس نومولود کا کیا نام رکھا ہے؟ ۔آپ نے فرمایا اس کا نام میں نے ''محمد'' رکھا ہے۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے گھرانے کے ناموں کو کیوں نظر انداز کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ اس کی تعریف فرماتا رہے۔ اور دنیا میں مخلوق اس کی مدح خوانی کرتی رہے۔

امام ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابوالقاسم بن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد اسناد سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اُنہوں نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ امجد نے ایک مینڈھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عقیقہ میں ذبح فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام اُنہوں نے ''محمد'' رکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس مولود کا نام محمد کیوں رکھا اپنے آباء واجداد کے ناموں پر اس کا نام کیوں نہیں رکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اس کی تعریف فرمائے اور زمین میں لوگ اس کی تعریف کرتے رہیں۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابوالربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خواب کی وجہ سے رکھا جو آپ نے دیکھا تھا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا چاندی کی ایک زنجیر آپ کی پیٹھ سے نکلی ہے اس کی ایک طرف آسمان میں ہے اور دوسری طرف زمین میں ہے ایک طرف مشرق میں ہے اور دوسری طرف مغرب میں ہے۔ پھر وہ زنجیر ایک درخت بن گئی۔ اس کے ہر پتہ پر نور ہے۔ اور آپ نے دیکھا کہ مشرق ومغرب والے اس زنجیر کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ آپ نے یہ خواب بیان فرمایا اس کی تعبیر یہ بیان کی گئی۔ کہ ان کی اولاد سے ایک بچہ ہوگا کہ مشرق ومغرب کے لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ آسمان اور زمین کے باشندے اس کی تعریف کریں گے، اسی وجہ سے نیز اس خواب کی بدولت جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے اُن سے بیان کیا تھا، اُنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''محمد'' رکھا۔

حضرت امام علامہ ابراہیم بن احمد رقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے یوں فرمایا ہے:۔

لَوْاَنَّ کُلَّ الْخَلْقِ لَیْلَةَ مَوْلِدِ الْ　　　　هَادِیْ عَلَی الْهَامَاتِ مِنْهُمْ قَامُوْا

ترجمہ: اگر ساری مخلوق ہادی برحق حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی شب سر کے بل قیام کرتی،

شُکْرَ الْنِعْمَةِ رَبِّهِمْ فِیْمَا حُبُوْا　　　　فِیْهَا بِعُشْرِ عُشَیْرِهَا مَاقَامُوْا

ترجمہ: تاکہ اپنے پروردگار کی اس نعمت کا شکر ادا کریں جو اس رات انہیں عطاء فرمائی گئی۔ ایسا قیام کرنے کے باوجود وہ اس کا عُشر عُشَیْر بھی حق ادا نہ کرپاتے۔

هِیَ نِعْمَةٌ مَّا غَادَرَتْ مَنْ دِیْنُهٗ   کُفْرٌ وَّلَا مَنْ دِیْنُهُ الْاِسْلَامُ

ترجمہ: یہ نعمت سب کے شاملِ حال تھی خواہ اس کا دین کفر ہو خواہ اس کا دین اسلام ہو۔

عَمَّتْهُمْ بِبِحَارِهَا فَالْعَالَمُ الْ   عُلْوِیُّ وَالسُّفْلِیُّ فِیْهَا عَامُوْا

ترجمہ: یہ نعمت اپنی سمندروں جیسی وسعت کے ساتھ سب پر حاوی تھی عالمِ بالا و پست اس میں شامل تھے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مِنْ فَضْلِهٖ   عَمَّ الْبَرِیَّةَ کُلَّهَا الْاِنْعَامُ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے محض اپنے فضل سے ساری مخلوق پر اپنا انعام عام فرمادیا۔

نَظَرَ الرَّحِیْمُ اِلَی الْوَرٰی فَرَاٰهُمْ   اَغْوَتْهُمُ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

ترجمہ: رب کریم نے کائنات کو دیکھا تو ان کو ذبح کے لئے کعبہ کے قرب و جوار میں نصب پتھروں اور فال کے تیروں نے گمراہ کر رکھا تھا۔

وَتَحَیَّرُوْا فِیْ ظُلْمَةِ الْکُفْرِ الَّذِیْ   عُبِدَتْ بِهِ الْاَوْثَانُ وَالْاَصْنَامُ

ترجمہ: وہ کفر کی اس تاریکی میں حیران تھے جس میں بتوں اور پتھروں کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔

تَغْشَی الْفَوَاحِشُ فِی الْمَحَافِلِ جَهْرَةً   لَّا یُنْکِرُوْنَ کَاَنَّهُمْ اَنْعَامُ

ترجمہ: محافل پر علی الاعلان فواحش کا غلبہ تھا۔ لوگ ان کو برا نہ جانتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ (ان محافل میں شریک) انسان نہیں ہیں بلکہ حیوان ہیں۔

یَبْغِی الْقَوِیُّ عَلَی الضَّعِیْفِ وَیَقْهَرُ الْ   وَالِی الْیَتِیْمَ وَتُقْطَعُ الْاَرْحَامُ

ترجمہ: طاقتور کمزور پر ظلم کرتا، سرپرست یتیم پر سختی کرتا اور رشتہ داری کا لحاظ نہ کیا جاتا تھا۔

فَاَغَاثَهُمْ رَبُّ الْعِبَادِ بِشِرْعَةٍ   فِیْهَا الْحُدُوْدُ عَلَی السَّدَادِ تُقَامُ

ترجمہ: بندوں کے پروردگار نے ان کی مدد ایک شریعت کے ذریعہ سے کی جس میں حدود تھیں انہیں مضبوطی سے نافذ کیا جاتا ہے۔

دِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی   مَنْ فُصِّلَتْ فِیْ دِیْنِهِ الْاَحْکَامُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سچے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے جو کائنات میں سب سے افضل ہیں اور جن کے دین میں احکام کی تفصیل موجود ہے۔

مُوْسٰی وَعِیْسٰی بَشَّرَا بِظُهُوْرِهٖ　　　　وَدَعَا بِهٖ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهَامُ

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی دعا ان سے قبل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کی۔

شُكْرًا لِّمُهْدِيْهِ اِلَيْنَا نِعْمَةً　　　　لَيْسَتْ تُحِيْطُ بِكُنْهِهَا الْاَوْهَامُ

ترجمہ: نعمت عطاء فرمانے والی ذات کا شکر ہے جس کی حقیقت کا احاطہ وہم بھی نہیں کر سکتے۔

Marfat.com
Marfat.com

وصل سیزدھم

محفلِ میلاد اور اس میں لوگوں کے اجتماع کے بارے میں علماء کے اقوال

قابلِ تعریف اور مذموم محافل حافظ ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا۔ محفلِ میلاد شریف کے بارے میں قرونِ ثلاثہ میں سے کسی سلف صالح سے (جواز اور عدمِ جواز کا) کوئی قول منقول نہیں۔ کیوں کہ یہ محافل ان تین زمانوں کے بعد مروج ہوئیں۔ پھر اس کے بعد اہلِ اسلام تمام اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں ولادتِ باسعادت کے ماہ مبارک میں خوشی کی بے مثل اور عظیم الشان محافل منعقد کرتے ہیں۔ جو خوشی کے اظہار کے اطوار پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس ماہ مبارک کی راتوں میں انواع واقسام کے صدقات کرتے ہیں۔ مسرتوں کا اظہار کرتے ہیں نیک کاموں میں اضافہ کرتے ہیں۔ میلاد مبارک کے بیان کا اہتمام کرتے ہیں۔ جس کی برکتوں سے ان پر عام فضل ظاہر ہوتا ہے۔

امام حافظ شیخ القراء ابوالخیر ابنِ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس محفل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جس سال اس کا انعقاد کیا جائے وہ سال امن کا سال ہوتا ہے نیز یہ مقصد اور اُمید کے حصول کی فوری بشارت ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں بادشاہوں میں سب سے پہلے جس نے اس محفل کا آغاز کیا وہ اِرْبَل کا حکمران الملک المظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن بُکتِکین تھا یہ عظیم حکمرانوں کے سلسلہ میں نہایت سخاوت کرنے والا تھا۔

حافظ عماد الدین بن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ یہ حاکم ربیع الاوّل شریف میں حیرت انگیز محفلِ میلاد شریف منعقد کرتا۔ وہ بڑا بہادر، دلیر، شجاع، عقل منداور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس کی قبر میں اسے اعزاز عطاء فرمائے۔

شیخ ابوخطاب بن دِحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی خاطر میلادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "اَلتَّنْوِیْرُ فِیْ مَوْلِدِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْر" ہے اس پر اس نے انہیں ایک ہزار اشرفی انعام دیا۔

علامہ سِبط ابن جَوْزِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "مرآۃُ الزَّمان" میں لکھا:۔

ایک شخص جو ملک مظفر کی ایک محفلِ میلاد کے دسترخوان پر شریک ہوا اس نے بیان کیا کہ اس نے اس دسترخوان پر بکریوں کی پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ روٹیاں، مختلف کھانوں کی ایک لاکھ رکابیاں اور تیس ہزار تھال حلوے کے گنے تھے۔ محفلِ میلاد میں اس کے ہاں اکابر علماء وصوفیہ شرکت کرتے وہ انہیں خلعتیں عطاء کرتا ان کی خاطر غلام آزاد کرتا، وہ ہر سال محفلِ میلاد پر تین لاکھ اشرفیاں صرف کرتا۔ آنے والوں کی خاطر اس کے ہاں ایک مہمان خانہ تھا وہ جس طرف سے بھی آئیں اور جس انداز پر بھی آئیں (کسی پر کوئی قدغن نہ تھی) ہر سال اس مہمان خانے پر ایک لاکھ دینار صرف کرتا، ہر سال وہ فرنگیوں سے دو لاکھ دینار کے غلام آزاد کرتا۔ حرمین شریفین اور حجاز کے راستہ میں واقع ہونے والے چشموں کے مقامات کی تعمیر و ترقی کے لئے تین لاکھ اشرفیاں صرف کرتا تھا۔ پوشیدہ صدقات ان کے علاوہ تھے۔

اس بادشاہ کی زوجہ ربیعہ خاتون بنتِ ایوب تھی۔ یہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ تھی۔ اس کا بیان ہے کہ اس بادشاہ کی قمیص کھردرے کھدر کی تھی جس کی قیمت پانچ درہم سے بھی کم تھی۔ اس نے بیان کیا کہ میں اس معمولی لباس کی بنا پر اس سے ناراض ہوئی۔ تو اس نے جواب دیا میں پانچ درہم کا لباس پہنوں اور باقی مال صدقہ کروں یہ اس سے بہتر ہے کہ میں بیش قیمت لباس زیب تن کروں اور غربا و مساکین کو نظر انداز کردوں۔

بہت سے ائمہ نے اس محفل کی تعریف کی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ حضرت حافظ ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ" میں فرمایا: اس طرح کا اچھا عمل مندوب ہوتا ہے اس کا کرنے والا قابلِ تعریف ہوتا ہے اور اس کی مدح وثنا کی جاتی ہے۔

امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ محفل قابلِ تعریف ہے بشرطیکہ اس میں شیطان کی رسوائی اور اہلِ ایمان کی پناہ کے سامان کے سوا کچھ نہ ہو۔

علامہ ابنِ ظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بلکہ "اَلدُّرُّ الْمُنْتَظِم" میں ہے:۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں دعوتوں کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔ان میں سے قاھرہ معزیہ میں شیخ ابو الحسن المعروف بہ ابن قفل تھے جو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ تھے۔ان سے پہلے جمال الدین عجمی ہمذانی اس کا اہتمام کرتے تھے۔مصر میں اپنی وسعت کے مطابق حضرت یوسف حجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ محفل منعقد کرتے تھے۔انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف مذکور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس عمل کی ترغیب فرمائی۔

اُنہوں نے کہا میں نے حضرت یوسف بن علی بن زُرَیق حجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنی اصل کے اعتبار سے شامی تھے اور ان کی ولادت مصر میں ہوئی تھی، سے مصر میں سنا جب کہ وہ اپنے گھر میں تھے جہاں وہ محفلِ میلاد منعقد کیا کرتے تھے وہ یوں بیان کر رہے تھے کہ: بیس سال کا عرصہ ہوا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔اللہ کی راہ میں میرا ایک بھائی تھا جسے شیخ ابو بکر حجار کے نام سے پکارا جاتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور ابو بکر مذکور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ابو بکر نے اپنی داڑھی کو پکڑا ہوا ہے اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ بات عرض کی جو میں نہ سمجھ سکا۔حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر یہ نہ ہوتا تو یہ دوزخ میں ہوتی اور میری طرف رخ فرمالیا۔اور فرمایا: میں تجھے ضرور ماروں گا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک ڈنڈا تھا۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم کس وجہ سے؟ تو فرمایا: تا کہ یہ محفلِ میلاد اور سنتوں پر عمل متروک نہ ہو۔حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس وجہ سے میں بیس سال سے اب تک یہ عمل کر رہا ہوں۔نیز اُنہوں نے کہا کہ حضرت

Marfat.com

یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے اپنے برادرِ طریقت ابو بکر حجّار سے سنا کہ میں نے حضرت منصور نشار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ میں نے حضرت نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فرمایا: اسے کہہ دو اس عمل یعنی محفلِ میلاد کے انعقاد کو ختم نہ کرے کوئی کھائے یا نہ کھائے تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں۔ نیز اُنہوں نے فرمایا: کہ میں نے اپنے استاد حضرت ابو عبداللہ بن ابی محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت شیخ ابو موسیٰ زَرْهُوْنِیّ سے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے کہ میں نے حضرت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے میلاد کے سلسلہ میں دعوتوں کے بارے میں فقہاء کے اقوال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں عرض کئے تو فرمایا: جو ہم سے خوش ہوتا ہے ہمیں اس کی بدولت خوشی ہوتی ہے۔

شیخ امام نصیر الدین مبارک المشهور به ابن طَبَّاخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک قلمی فتویٰ میں تحریر فرمایا: کہ جب کسی خرچ کرنے والے نے اس شب کو خرچ کیا ایک جماعت کو جمع کیا انہیں جائز اور حلال کھانا کھلایا اور ایسی روایات ان کو سنائیں جن کا سننا جائز ہے۔ آخرت کا شوق دلانے والے مقرر کو لباس عطاء کیا اور یہ سب کچھ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں کیا تو یہ سب کچھ جائز ہے ایسا کرنے والے کو ثواب عطاء ہوگا بشرطیکہ کہ اس کی نیت نیک ہو۔ یہ دعوت امراء کو نظر انداز کر کے صرف فقراء سے مخصوص نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کی نیت زیادہ حاجت مند کی دل جوئی ہو تو فقراء کو اس دعوت میں مدعو کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے اور اگر یہ اجتماع جیسا کہ ہمیں موجود زمانہ کے ایسے قراء جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بھنگ پیتے نیز قریب البلوغ بچوں کو اکٹھا کرتے، خوش آواز گویّے اگرچہ وہ باریش ہوں لوگوں کو راہِ حق سے دور کرتے ہیں، دنیوی خواہشات کو بھڑکانے والے اشعار پڑھنے اور دیگر رسوا کن کاموں کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ ان امور سے اپنی پناہ میں رکھے تو یہ محفل گناہوں کی اجتماع گاہ ہوگی۔

حضرت شیخ امام جمال الدین بن عبدالرحمٰن بن عبدالملک اَلْمَعْرُوْف به مُخلِص کُتَانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ایک عظیم وجلیل واقعہ ہے۔ آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ میلاد تقدّس، شرف اور عظمتوں کا حامل ہے وجودِ مسعودِ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی پیروی کرنے والوں کی نجات اور دوزخ سے ان لوگوں کی تعداد کم کرنے کا سبب ہے جن کے لئے اسے تیار کیا گیا ہے۔ جس کو اس خوشی منانے کی ہدایت نصیب ہوئی اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کامل ہوگئیں۔ اس دن کو جمعہ کے دن سے ایک گونہ مشابہت ہے کہ اس روز دوزخ کو بھڑکایا نہیں جاتا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح روایت ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس دن خوشی کا اظہار کیا جائے ،میسر آمدنی سے خرچ کیا جائے خوشی کے اظہار کے لئے دعوت کرنے والے کی طرف سے حاضر ہونے کی استدعاء کو قبول کیا جائے۔

امام علامہ ظہیر الدین جعفر تزمنتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ عمل صدرِ اول میں سلف صالح کی طرف سے وقوع پذیر نہیں ہوا۔ اگر چہ ان کے دلوں میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی تعظیم اور محبت تھی کہ ہم سب کی محبتیں ان میں سے کسی ایک کی محبت و تعظیم تک پہنچ نہیں سکتیں بلکہ اُس کے ایک ذرہ تک ان کی برابری نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک بدعتِ حسنہ ہے جب کہ اس کا انعقاد کرنے والے کی نیت نیک لوگوں کو جمع کرنا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنا،اور غرباء ومساکین کو کھانا کھلانے کی ہو اس شرط کے ساتھ اتنا عمل کرنے والا ہر وقت ثواب کا مستحق ہوگا۔ لیکن رذیل لوگوں کا اجتماع وہاں رقص وسرود بپا کرنا اور قوالوں کو شریعت سے سرکشی اور خوش الحانی پر اپنے کپڑے اتار کر عطاء کرنا یہ عمل مستحب نہیں بلکہ یہ تو مذمت کے قریب ہے۔ جو عمل سلف صالح نے نہیں کیا اس میں بھلائی نہیں ہوتی۔ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:۔

لَا یُصْلِحُ اٰخِرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ اَوَّلَھَا.

ترجمہ: اس امت کے آخر کی اصلاح کا باعث وہی عمل ہوگا جس نے اس کے اول کی اصلاح کی ہو۔

شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا:۔ یہ عمل مسنون نہیں ہے۔ لیکن اس روز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا جائے اور مال خرچ کیا جائے محفل قریب البلوغ لڑکوں کے اجتماع، شہوت کی آگ کو بھڑکانے والے عاشقانہ اشعار نیز قد، رخسار، آنکھ اور ابرو کی مانند دنیوی شہوات کو

Marfat.com
Marfat.com

برانگیختہ کرنے والے اشعار سے خالی ہو اور ایسے اشعار پڑھے جائیں جو آخرت کے شوق کو بڑھائیں، دنیا سے بے رغبتی کا باعث ہو تو ایسا اجتماع بہت اچھا ہے۔ ایسے ارادہ والا اور ایسے اجتماع کو منعقد کرنے والا ثواب پائے گا۔ لیکن ضرورت اور احتیاج کے بغیر لوگوں سے صرف مال و دولت کا سوال کرنا جو ان کے پاس ہے مکروہ ہے۔ نیک لوگوں کا اجتماع تا کہ وہ یہ کھانا تناول کریں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھیں ایسا عمل ان لوگوں کی قربِ الٰہی کی منزلوں اور ثواب میں کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔

امام حافظ ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسماعیل المعروف بہ ابی شامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ'' میں لکھا کہ امام ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ☆ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ بدعات دو قسم پر ہیں:۔

﴿۱﴾ وہ بدعت جو کتاب، سنت، اثر اور اجماع کی مخالفت میں جاری کی گئی ہو۔ یہ ''بدعت ضلالت'' ہے۔

﴿۲﴾ وہ اچھی بدعت جس میں ان میں کسی کی مخالفت نہ ہو یہ بدعت غیر مذموم ہے۔ حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کے قیام کے بارے میں فرمایا ''یہ اچھی بدعت ہے''۔ یعنی یہ ایک نو ایجاد کام ہے جو پہلے نہ تھا۔ جب وہ ایسی ہو تو اس میں ماقبل مذکور امور میں سے کسی کا رد نہیں۔

میں کہتا ہوں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ رمضان کے قیام پر شوق دلایا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود یہ قیام فرمایا۔ اگلے روز کچھ صحابہ کرام نے اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کی۔ زاں بعد نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ادائیگی جماعت کے ساتھ مسجد میں ترک فرما دی۔ نیز اس میں اس شعارِ اسلام کو زندہ کرنا تھا جس کا حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا اس کو خود کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس میں ترغیب بھی ہے اور شوق دلانا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

بدعتِ حَسَنہ کے جواز پر (امت کا) اتفاق ہے، وہ مستحب ہے، اور اس پر ثواب کی امید ہے جس کی نیت اس کے بجالانے میں نیک ہو۔ اور یہ ہر وہ نیا کام ہے جو قواعدِ شرعیہ کے موافق ہو، ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو

اوراس کے اِرتکاب سے مخذورِشرعی لازم نہ آئے۔اس کی مثال منبروں، قلعوں، مدارس، برسرِ راہ سراؤں کی تعمیر اور اس کے علاوہ نیکی کی مختلف اقسام ہیں جو صدرِ اول میں موجود نہ تھیں۔ کیوں کہ یہ شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات کے باعث ہیں۔ جیسا کہ نیکی کرنا، نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

ہمارے اس موجود زمانہ کی بہترین بدعت وہ ہے جو ''اِربَل'' شہر میں ہر سال حضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روزِ ولادت کے موافق دن میں صدقات، نیکی، زینت اور سرور کے اظہار کی صورت میں منعقد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کو ہر قسم کی شکستگی سے محفوظ رکھے۔ کیوں کہ یہ تقریب محتاجوں پر احسان کے ساتھ ساتھ اس کے منعقد کرنے والے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، تعظیم، جلالت اور اللہ تعالیٰ کے شکر پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے ایسے رسول کو پیدا فرمایا جسے اس نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

سب سے پہلی شخصیت جس نے اس محفل کا انعقاد موصل میں کیا وہ حضرت شیخ مُلّا محمد بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو معروف صوفیا میں سے تھے۔ اِربَل کے حکمران اور دیگر لوگوں نے اس کے انعقاد میں انہی کی پیروی کی ہے۔

امام علامہ صدرالدین مَوْہُوب بن عمر جزری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس بدعت کے اپنا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بدعات اس وقت مکروہ ہوتی ہیں جب کہ وہ سنت کو مغلوب کر دیں۔ اور اگر وہ سنتوں کو مغلوب نہ کریں تو وہ مکروہ نہیں ہوتیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے اظہار پر انسان کو اپنی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔

ایک اور مقام پر اُنہوں نے فرمایا: یہ ایک بدعت ہے لیکن ایسی بدعت ہے جس کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں، اور اگر اسے پتہ ہو یا ظنِ غالب ہو کہ جس سے سوال کیا جائے گا دینے پر اس کا دل راضی ہو گا تو اس کے لئے سوال کرنا مباح ہے مجھے اُمید ہے کہ یہ سوال کراہت کے درجہ تک نہ پہنچے گا۔

حضرت حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: محفلِ میلاد کا انعقاد دراصل بدعت ہے۔ قرونِ ثلاثہ میں کسی سلف صالح سے یہ منقول نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ محفل کئی محاسن اور برائیوں پر مشتمل ہے۔ تو جو شخص

Marfat.com

اس کے انعقاد کے عمل میں محاسن کا قصد کرے اور برائیوں سے رکنے کا ارادہ کرے تو یہ محفل بدعتِ حَسَنہ ہوگی اور اگر کوئی ایسا ارادہ نہ کرے تو اس کے لئے یہ بدعتِ حَسَنہ نہ ہوگی۔ مجھ پر اس کے جواز کے استنباط کے لئے ایک مضبوط اصل منکشف ہوئی ہے اور وہ حدیثِ پاک ہے جس کو صحیحین میں روایت کیا گیا ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو دیکھا کہ وہ دس محرم کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی؟ تو اُنہوں نے جواب دیا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطاء کی، ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس روز روزہ رکھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ وَ اَمَرَ بِصِیَامِهٖ.

ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کا تم سے زیادہ حق دار ہوں چناں چہ خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعلِ مبارک سے کسی خاص روز میں نعمت کے عطاء ہونے اور تکلیف کے دور ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور ہر سال اس دن میں اس کی مثل برکات کا اِعادہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر مختلف عبادات، سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت وغیرہ سے ادا ہوتا ہے۔ اس روز میں نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوسکتی ہے؟۔

اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ (شکر ادا کرنے کے لئے) اسی معین دن میں محفل کے انعقاد کا قصد کیا جائے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعونیوں سے نجات کے واقعہ سے مطابقت ہوجائے۔ اور جو اس کا لحاظ نہیں کرتا وہ پورے مہینہ کے کسی دن بھی محفلِ میلاد کے انعقاد پر مضایقہ نہیں سمجھتا۔ بعض لوگوں نے اس میں وسعت اپنائی ہے وہ پورے سال کے کسی بھی دن میں اس کے انعقاد کو منتقل کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں جو تقصیر ہے وہ تو ہے۔

درج بالا بحث کا تعلق محفلِ میلاد کی اصل سے تھا۔

وہ اعمال جو اس محفل میں کئے جاتے ہیں تو اس سلسلہ میں مناسب یہی ہے کہ صرف ایسے اعمال کئے جائیں

جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجا آوری سمجھی جائے جن کی کچھ مثالیں اوپر مذکور ہوچکیں مثلاً تلاوتِ قرآن مجید، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریفہ اور دنیا سے بے رغبتی پر مشتمل اشعار پڑھنا جو دلوں کے لئے نیک کاموں اور آخرت میں کام آنے والے اعمال کی طرف تحریک کا باعث ہوں اور ان اعمال کے ساتھ ساتھ جو سماع، لہوولعب اور دوسرے کام کیے جاتے ہیں تو ان کے بارے میں یہ کہنا مناسب ہے کہ جو کام مباح ہیں جن سے اس روز صرف خوشی کا اظہار ہوتا ہے ان کے ساتھ شامل کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ان میں جو افعال حرام یا مکروہ ہوں ان سے حاضرینِ محفل کو روک دیا جائے اور اسی طرح جن میں اختلاف ہو ان سے منع کرنا بھی بہتر ہی ہے۔

شیخ القُرّاء حافظ ابو الخیر بن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا اس سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا دوزخ میں ہوں لیکن پیر کے روز مجھے عذاب میں کچھ تخفیف کی جاتی ہے۔ اور میں ان دو اُنگلیوں کے درمیان سے اتنی مقدار میں پانی چوس لیتا ہوں۔ اس نے اپنے دونوں انگلیوں کے سروں کی طرف اشارہ کیا، اور اس کا باعث یہ ہے کہ میں نے (حضرت) ثُوَیبَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوش خبری سنائی تھی نیز اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب جیسے کافر جس کی مذمت میں قرآنِ مجید نازل ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی شب خوشی پر جزا نصیب ہوئی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے توحیدِ باری تعالیٰ پر یقین رکھنے والے مسلمان کی کیا شان ہوگی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر خوشی مناتا ہے اور مقدور بھر اس کے اظہار کے لئے مال بھی خرچ کرتا ہے؟۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے اس کی جزاء یہ ہوگی کہ وہ اس کو اپنے فضل سے جنتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایسے ہی فرمایا، اور پھر یہ اشعار پڑھے:

اِذَا کَانَ ھٰذَا کَافِرٌ جَاءَ ذَمُّہٗ   وَتَبَّتْ یَدَاہُ فِی الْجَحِیْمِ مُخَلَّدَا

ترجمہ: جب یہ کافر جس کی مذمت قرآنِ مجید میں آئی ہے، اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور دوزخ میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اَتٰی اَنَّہٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا   یُخَفَّفُ عَنْہُ بِالسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

ترجمہ: اس کے بارے میں وارد ہے کہ پیر کے روز ہمیشہ اس سے عذاب کم کردیا جاتا ہے کیوں کہ اس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ کَانَ عُمْرُہٗ   بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَّمَاتَ مُوَحِّدَا

ترجمہ: تو تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا گمان ہے جو عمر بھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر خوشیاں مناتا رہا۔ اور توحیدِ الٰہی پر ایمان کے ساتھ اس کی موت واقع ہوئی۔

ہمارے استاد حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ''فتاوی'' میں لکھا: میرے نزدیک اصل محفلِ میلاد یعنی لوگوں کا جمع ہونا، جتنی آسانی سے تلاوت ہوسکتی ہے کرنا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولین تخلیق اور ولادتِ باسعادت کے دوران واقع ہونے والے واقعات کو بیان کیا جاتا ہے پھر حاضرین کے لئے دسترخوان بچھایا جاتا ہے اور وہ ماحضر تناول کرتے ہیں۔ اس محفل کے آغاز سے لے کر واپس جانے تک بدعاتِ حَسَنہ سے تجاوز نہیں کرتے۔ ایسی محفل کے منعقد کرنے والے کو ثواب عطاء ہوگا۔ کیوں کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کی تعظیم ہے نیز آپ کی ولادتِ مبارکہ پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہے۔

نیز آپ نے فرمایا: مجھ پر اس کے جواز کے اِسْتِنْبَاط کے لئے ایک صحیح بنیاد منکشف ہوئی ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کا ذکر حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے اور وہ حدیث پاک ہے جس کو حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اِعلانِ نبوت کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا عقیقہ کیا حالاں کہ وارد ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا تھا۔ اور عقیقہ کا اِعادہ دوسری بار نہیں ہوتا۔ تو سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل شریف کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کا یہ فعل اس امر پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے نیز اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے اس عمل کے لئے جواز کا اظہار تھا۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس غرض کے لئے اپنی ذاتِ بابرکات پر درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے لئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی پر اجتماع منعقد کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور اس کے لئے دیگر نیکی کے کام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

سننِ ابن ماجہ کی شرح میں آپ نے فرمایا: درست یہ ہے کہ محفل اگر ناجائز کاموں سے خالی ہو تو بدعاتِ حَسَنہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ درج ذیل اشعار کہنے والے پر رحم فرمائے:۔

لَقَدْ غَشِیَ الْاَکْوَانَ مِنْهُ جَمَالٌ   لِمَوْلِدِ خَیْرِ الْعَالَمِیْنَ جَلَالٌ

ترجمہ: ساری کائنات سے افضل ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت میں ایک جلال تھا جس کے باعث تمام مخلوق پر ایک جمال چھا گیا تھا۔

لَیَالٍ بَدَا فِیْهِنَّ مِنْهُ هِلَالٌ   فَیَا مُخْلِصًا فِیْ حَقِّ اَحْمَدَ هٰذِهٖ

ترجمہ: اے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اخلاص رکھنے والے! یہ وہ راتیں ہیں جن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چاند ظاہر ہوا تھا۔

فَتَحْسُنَ اَحْوَالٌ لَّنَا وَفِعَالٌ   فَحُقَّ عَلَیْنَا اَنْ نُّعَظِّمَ قَدْرَهٗ

ترجمہ: ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کریں تاکہ ہمارے حالات اور افعال اچھے بن جائیں۔

وَنَرْفِدَ مَنْ اَضْحٰی لَدَیْهِ عِیَالٌ   فَنُطْعِمَ مُحْتَاجًا وَّنَکْسُوَ عَارِیًا

ترجمہ: ہمیں چاہیے کہ محتاج لوگوں کو کھانا کھلائیں ننگوں کو کپڑے پہنائیں اور عیال دار آدمی کی مدد کریں۔

وَحَسْبُکَ اَفْعَالٌ لَّهٗ وَخِلَالٌ   فَتِلْکَ فِعَالُ الْمُصْطَفٰی وَخِلَالُهٗ

Marfat.com

ترجمہ: یہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک اور عاداتِ حسنہ تھیں۔ تمہارے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعال اور عادات ہی کافی ہیں۔

لَقَدْ كَانَ فِعْلُ الْخَيْرِ قُرَّةَ عَيْنِهٖ فَلَيْسَ لَهٗ فِيْمَا سِوَاهُ مَجَالُ

ترجمہ: نیکی کے کاموں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ اس کے علاوہ کسی اور سمت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تگ ودو نہ تھی۔

کسی شاعر نے یوں کہا ہے:۔

يَا مَوْلِدَ الْمُخْتَارِ اَنْتَ رَبِيْعُنَا بِكَ رَاحَةُ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَادِ

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفلِ میلاد! تم ہمارے لئے موسمِ بہار ہو۔ تمہاری وجہ سے ہماری روحوں اور جسموں کو راحت میسر ہوئی ہے۔

يَا مَوْلِدًا فَاقَ الْمَوَالِدَ كُلَّهَا شَرَفًا وَّسَادَ بِسَيِّدِ الْاَسْيَادِ

ترجمہ: اے وہ محفلِ میلاد جو عظمت کے اعتبار سے تمام لوگوں کے جشنِ ولادت سے برتر ہے۔ تجھے تمام سرداروں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث سیادت نصیب ہوئی ہے۔

لَازَالَ نُوْرُكَ فِي الْبَرِيَّةِ سَاطِعًا يَعْتَادُ فِيْ ذَا الشَّهْرِ كَالْاَعْيَادِ

ترجمہ: تیرا نور کائنات میں ہمیشہ جگمگاتا رہے تو ہر سال عیدوں کی مانند پلٹ کر آتی ہے۔

فِيْ كُلِّ عَامٍ لِّلْقُلُوْبِ مَسَرَّةٌ بِسَمَاعِ مَانَرْوِيْهِ فِي الْمِيْلَادِ

ترجمہ: جو روایات ہم میلادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہیں انہیں سن کر ہر سال لوگوں کے دلوں میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

فَلِذَاكَ يَشْتَاقُ الْمُحِبُّ وَيَشْتَهِيْ شَوْقًا اِلَيْهِ حُضُوْرَ ذَا الْمِيْعَادِ

ترجمہ: اسی وجہ سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والا اپنی محبت کے باعث ان موعود مقامات پر حاضری کی خواہش اور آرزو رکھتا ہے۔

امام علامہ تاج الدین فاکہانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گمان ہے کہ محفلِ میلاد بدعتِ سَیِّئَہ ہے۔ اُنہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اُنہوں نے لکھا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں تمام رسولوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہدایت فرمائی۔ دین کے ستونوں کی طرف رہنمائی سے ہماری مدد فرمائی۔ سلف صالحین کے آثار کی پیروی ہمارے لئے آسان بنادی، یہاں تک ہمارے دل علمِ شریعت کی مختلف اقسام اور واضح حق کے قطعی دلائل سے لبریز ہو گئے۔ اس ذاتِ پاک نے ہمارے باطنوں کو دین میں بدعات اور نو پیدا اُمور سے پاک کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے یقین کے انوار نازل فرما کر احسان فرمایا، اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے حبلِ متین کو مضبوطی سے تھامنے کا احسان فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ مجدہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ پہلے پچھلے لوگوں کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل، صحابہ اور ازواجِ مطہرات جو اُمہات المومنین ہیں پر روزِ قیامت تک تسلسل کے ساتھ باقی رہنے والا درودِ پاک نازل فرمائے۔

اَمَّابَعْدُ! برکت والے لوگوں کی طرف سے اس اجتماع کے بارے میں بار بار سوال ہوا جسے بعض لوگ منعقد کرتے ہیں اور اسے محفلِ میلاد کا نام دیتے ہیں۔ کیا اس کی شریعتِ مطہرہ میں کوئی اصل ہے یا یہ بدعت ہے جو دین میں پیدا ہوگئی ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ اس بارے میں واضح جواب دیا جائے اور معین طور پر اس (محفل کی شرعی حیثیت) کو واضح کیا جائے؟

میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کہتا ہوں۔ مجھے اس محفلِ میلاد کی کوئی دلیل کتاب وسنت سے معلوم نہیں ہوسکی۔ اور نہ ہی یہ عمل ایسے علمائے امت میں کسی سے منقول ہے جو دین کے امام اور متقدمین سلف صالحین کے آثار کو مضبوطی سے تھام کر رکھنے والے ہیں۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے، جس کو باطل پرستوں نے گھڑ لیا ہے۔ بسیار خور لوگوں نے شہوتِ نفس کے باعث اس کی طرف توجہ کی ہے۔ اس بارے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ ہم اس کو شریعتِ مطہرہ کے پانچ احکام پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا تو یہ محفل واجب ہوگی، یا مستحب ہوگی، یا مباح ہوگی یا مکروہ ہوگی۔ اس

پر اجماع ہے کہ یہ واجب نہیں ہے۔ یہ مستحب بھی نہیں ہوسکتی کیوں کہ مستحب کی حقیقت یہ ہے کہ شریعت میں اس کا کرنا مطلوب ہوتا ہے اور اس کے ترک کرنے پر مذمت وارد نہیں ہوتی۔ اس عمل کی شریعتِ مطہرہ نے اجازت نہیں دی میری معلومات کے مطابق نہ اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا اور نہ ہی مُتَـدَيِّـن تابعین نے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی میرا یہی جواب ہوگا اگر مجھ سے سوال ہوا۔ اس محفل کا مباح ہونا بھی درست نہیں، کیوں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دین میں نئی بات شروع کرنا مباح نہیں ہے۔ تو اب دو ہی صورتیں باقی رہ گئیں کہ یہ عمل مکروہ ہوگا یا حرام۔ اب اس بارے میں اور دو مختلف صورتوں کے درمیان فرق پر گفتگو دو فصلوں میں ہوگی۔

پہلی فصل: کوئی آدمی یہ محفل اپنے مال سے منعقد کرے۔ اس میں اس کے خاندان کے افراد، دوست اور گھر والے شرکت کریں اور کھانا تناول کرنے سے زیادہ کوئی اور عمل نہ کریں نہ ہی اس میں وہ کسی گناہ کا ارتکاب کریں۔ اسی مجلس کے بارے میں ہم نے بیان کیا کہ وہ بـدعتِ مکروھه سَیِّئَه ہے۔ کیوں کہ متقدمین اہلِ طاعت جو کہ اسلام کے فقہا مخلوق میں علماء، اپنے زمانوں میں ہدایت کے چراغ اور اپنے اپنے علاقوں کے لئے باعثِ زینت تھے میں سے کسی نے اس کا ارتکاب نہیں کیا۔

دوسری فصل: اس مجلس میں جُرم کی آمیزش ہو جائے، اس کی وجہ سے کسی کو سخت مشقت اٹھانا پڑے اس وجہ سے کہ ان میں کوئی شخص دوسرے کو کوئی چیز دے جب کہ خود اس کا دل اس کی طرف مائل ہو اس کے دل کو رنج اور تکلیف پہنچ رہی ہو اور وہ اس میں زیادتی محسوس کر رہا ہو۔ علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا: حیاء کے باعث کسی سے مال لے لینا ایسا ہی ہے جس طرح کہ تلوار کے ساتھ کسی سے مال وصول کر لینا۔ بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ ساتھ ایسی جماعتوں کا گانا بجانا شامل ہو جو بانسریوں اور ڈھولکوں جیسے باطل آلات سے لیس ہوں۔ مردوں، قریب البلوغ اور نوجوان لڑکوں اور گانے والی عورتوں کا اجتماع ہو۔ خواہ وہ عورتیں ان کے ساتھ مخلوط ہوں یا اوپر سے جھانک کر ان کو دیکھ رہی ہوں۔ جسم کو جھکا جھکا کر اور بل دے کر رقص کیا جا رہا ہو، کھیل کود میں استغراق ہو اور خوف کے دن کو فراموش کر دیا گیا ہو۔ یہی حکم ان عورتوں کا ہے جو اپنا انفرادی اجتماع کریں بے پردگی سے اپنی آوازیں بلند کر رہی ہوں۔ خوش الحانی سے بآوازِ بلند اشعار پڑھ رہی ہوں۔ تلاوت، ذکرِ مشروع اور معروف طریقہ سے تجاوز کر رہی

ہوں۔اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے غافل ہوں:۔

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ.

ترجمہ: بلاشبہ تمہارا پروردگار پردے سے دیکھ رہا ہے۔

ایسی محفل کی حرمت میں دو علماء کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ نہ ہی اسے کوئی صاحبِ عزیمت اور صاحبِ مروت مستحسن قرار دیتا ہے ایسی محفل ان لوگوں کو میٹھی محسوس ہوتی ہے جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں۔ اور اپنے گناہوں اور خطاؤں کو کم کرنے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں۔ میں اس پر یہ اضافہ کرتا ہوں کہ وہ اسے عبادت میں شمار کرتے ہیں حرام اور ناجائز امور میں داخل نہیں سمجھتے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اسلام کا آغاز غربت سے ہوا اور وہ عنقریب اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔

ہمارے استاذ حضرت قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے لئے اپنے اجازت نامہ میں کیا خوب فرمایا ہے:۔

قَدْ عُرِفَ الْمُنْکَرُ وَاسْتُنْکِرَ الْ مَعْرُوْفُ فِیْ اَیَّامِنَا الصَّعْبَةُ

ترجمہ: ہمارے اس مشکل دور میں برا کام رواج بن چکا ہے اور نیکی کو بُرا جانا جاتا ہے۔

وَصَارَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ وَهْدَةٍ وَّصَارَ اَهْلُ الْجَهْلِ فِیْ رُتْبَةٌ

ترجمہ: علم والے پست ہو چکے ہیں اور جاہل لوگ مراتب پر فائز ہیں۔

حَادُوْا عَنِ الْحَقِّ فَمَا لِلَّذِیْ سَادُوْا بِهٖ فِیْمَا مَضٰی نِسْبَةٌ

ترجمہ: لوگ حق کی راہ سے ہٹ گئے۔ وہ امر جس کے باعث گزشتہ زمانوں میں لوگ سیادت کے مقام پر فائز ہوتے تھے اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا؟۔

فَقُلْتُ لِلْاَبْرَارِ اَهْلِ التُّقٰی وَالدِّیْنِ لَمَّا اشْتَدَّتِ الْکُرْبَةُ

ترجمہ: میں نے متقی، نیک اور دین دار لوگوں سے کہہ دیا جب کہ میری بے چینی بڑھ گئی۔

لَا تُنْکِرُوْا اَحْوَالَکُمْ قَدْ اَتَتْ نَوْبَتُکُمْ فِیْ زَمَنِ الْغُرْبَةِ !

ترجمہ: اپنے حالات کا انکار نہ کرو غربت کے زمانہ میں تمہاری باری آ گئی ہے۔

Marfat.com

امام ابوعمرو بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:
لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ خود بینی کا اظہار نہ کریں۔

اس کے علاوہ وہ ماہِ مبارک جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی وہ ربیع الاول شریف ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال بھی ہوا۔ تو خوشی منانے کو اظہارِ غم پر ترجیح نہ ہوئی۔ ایسا کہنا ہم پر لازم تھا اللہ تعالیٰ سے ہم اس کے حسنِ قبول کے امیدوار ہیں۔

یہی پورا مضمون ہے جو امام فاکہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مذکور کتاب میں درج کیا ہے۔

حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ان کا تعاقب فرمایا ہے۔ آپ نے لکھا:۔

امام فاکہانی کا یہ کہنا: ''مجھے اس محفلِ میلاد کی کوئی دلیل معلوم نہ ہو سکی نہ ہی کتاب اللہ سے اور نہ ہی سنتِ مبارکہ سے''۔ اس کا جواب یوں دیا جائے گا علم کی نفی سے وجود کی نفی لازم نہیں آتی۔ امام الحفاظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ایک دلیل سنتِ نبویہ سے اِستِنبَاط کی ہے میں نے بھی اس کے لئے ایک اور دلیل اِستِنبَاط کی ہے۔ میں کہتا ہوں ''یہ دونوں دلیلیں پہلے بیان ہو چکی ہیں''۔

امام فاکہانی کا قول ''یہ بدعت ہے اسے باطل پرستوں نے ایجاد کر رکھا ہے، اور نہ ہی یہ عمل ایسے علمائے امت میں کسی سے منقول ہے جو دین کے امام اور متقدمین سلف صالحین کے آثار کو مضبوطی سے تھام کر رکھنے والے ہیں۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے جس کو باطل پرستوں نے گھڑ لیا ہے، دین دار علما نے بھی اس کی اجازت نہیں دی''۔ کے جواب میں یوں کہا جائے اسے ایک صاحبِ علم وعدل بادشاہ نے ایجاد کیا اور اس کے ذریعے اس نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی نیت کی۔ اس مجلس میں علماء صلحاء بغیر انکار کے اس کے ہاں حاضر ہوئے، علامہ ابن دِحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر خوشنود ہو کر اس کی خاطر ایک کتاب تالیف کی۔ یہ علماء دیندار ہیں اس مجلس کے انعقاد پر راضی ہوئے اُنہوں نے اسے برقرار رکھا اور اس کا انکار نہ کیا۔

امام فاکہانی کا قول ہے ''یہ مستحب بھی نہیں ہو سکتی کیوں کہ مندوب عمل کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ شریعت کو مطلوب ہوتا ہے اور اس کے ترک کرنے پر مذمت وارد نہیں ہوتی۔ اس عمل کی شریعتِ مطہرہ نے اجازت نہیں دی میری معلومات کے مطابق نہ اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا اور نہ ہی مُتَدَیِّن تابعین نے''۔ اس کے

جواب میں یوں کہا جائے گا مستحب اور مندوب عمل میں شریعت کی طرف سے اس کا مطالبہ کبھی نص میں وارد ہوتا ہے اور کبھی قیاس سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ محفلِ میلاد اگرچہ اس کی طلب کے بارہ میں نص تو وارد نہیں ہے تاہم اس میں دو اصلوں میں قیاس جاری ہے جن کا ذکر آرہا ہے۔

امام فاکہانی کا قول ہے:۔ ''اس محفل کا مباح ہونا بھی درست نہیں کیوں کہ اہلِ اسلام کا اجماع ہے کہ دین میں بدعت جاری کرنا مباح نہیں ہے۔'' امام فاکہانی کا یہ قول درست نہیں ہے کیوں کہ بدعت کا انحصار حرام اور مکروہ میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ کبھی مباح مندوب یا واجب ہوتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''تَھْذِیْبُ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ'' میں فرمایا: شریعت میں بدعت ایسی چیز ہے جو عہدِ نبوی میں نہ تھی۔ اس کی تقسیم بدعتِ حَسَنہ اور بدعتِ سَیِّئَہ کی طرف کی جاتی ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اَلْقَوَاعِد'' میں فرمایا: بدعت کی اقسام واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح ہیں۔ اور فرمایا ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ ہم بدعت کو قواعدِ شرع پر پیش کرتے ہیں۔ اگر قواعدِ ایجاب میں داخل ہو تو وہ بدعتِ واجبہ قرار پاتی ہے۔ اگر وہ قواعدِ تحریم میں داخل تو بدعتِ مُحَرَّمَہ، اگر ندب کے قواعد میں داخل ہو تو بدعتِ مَنْدُوْبَۃ، قواعدِ مکروھہ میں داخل ہو تو بدعتِ مکروھہ، اور اگر مباح کے قواعد میں داخل ہو تو بدعتِ مُباحہ قرار پاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان پانچوں اقسام کی مثالیں بھی ذکر فرمائی ہیں:۔ سراؤں، مدارس اور ہر وہ احسان جو قرنِ اول میں مروج نہ تھا بدعات سے ہیں۔ نمازِ تراویح، علمِ تصوف کی باریکیوں اور علمِ جدل میں گفتگو بھی بدعات ہیں۔ علاوہ براں مسائلِ نو پیدا شدہ میں استدلال کے لئے محافل کا انعقاد بشرطیکہ ان سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو بھی اسی قبیل سے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ ''مَنَاقِبُ الشَّافِعِي'' میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا یہ ارشاد نقل کیا:۔

نو پیدا امور یعنی بدعات کی دو قسمیں ہیں:

﴿۱﴾ وہ بدعت جو کتاب و سنت، اثر یا اجماعِ امت کے خلاف ہو۔ ایسی بدعت، بدعتِ ضلالت ہے۔

Marfat.com

﴿۲﴾ وہ بدعت جو اچھی ہو اور ان میں کسی کی مخالفت اس میں موجود نہ ہو۔ یہ بدعتِ غیر مذمومہ ہے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کے ماہِ مقدس کے قیام کے بارے میں فرمایا:

یہ ایک اچھی بدعت ہے۔ یعنی یہ ایک نو ایجاد کام ہے جو پہلے نہ تھا جب بدعت ایسی ہو تو اس میں مذکور امور کار دنہیں ہوتا۔ اس تصریح سے معلوم ہوا کہ امام تاج الدین فاکہانی کا ''بدعت کا مباح ہونا بھی درست نہیں'' سے لے کر ''یہی وہ بدعت ہے جس کے بارے میں ہم نے کہا کہ یہ بدعتِ مکروہہ ہے'' تک کا قول ممنوع ہے۔ کیوں کہ یہ قسم اگر چہ بدعت ہے لیکن اس میں کتاب، سنت، اثر یا اجماع کی مخالفت نہیں ہے۔ یہ مذموم بھی نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں گزرا یہ وہ نیکی کا کام ہے جو زمانۂ اوّل میں مروج نہ تھا۔ کیوں کہ کھانا کھلانا جب کہ اس میں گناہ کا ارتکاب نہ ہو احسان ہوتا ہے لہٰذا یہ بدعاتِ حَسَنہ سے ہے جیسا کہ امام عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں مذکور ہے۔

امام فاکہانی کا قول ہے ''دوسری قسم: اس مجلس میں جُرم کی آمیزش ہو جائے، اس کی وجہ سے سخت مشقت اٹھانا پڑے یہاں تک ان میں کوئی شخص دوسرے کو کوئی چیز دے جب کہ خود اس کا دل اس کی طرف مائل ہو اس کے دل کو رنج اور تکلیف پہنچ رہی ہو کیوں کہ وہ اس میں زیادتی محسوس کرر ہا ہو۔ علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا: حیاء کے باعث کسی سے مال لے لینا ایسا ہی ہے جس طرح کہ تلوار کے ساتھ کسی سے مال وصول کر لینا۔ بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ ساتھ ایسی جماعتوں کا گانا بجانا شامل ہو جو بانسریوں اور ڈھولکوں جیسے باطل آلات سے لیس ہوں۔ مردوں، قریب البلوغ اور نوجوان لڑکوں اور گانے والی عورتوں کا اجتماع ہو۔ خواہ وہ عورتیں ان کے ساتھ مخلوط ہوں یا اوپر سے جھانک کر ان کو دیکھ رہی ہوں۔ جسم کو جھکا جھکا کر اور موڑ کر رقص کیا جار ہا ہو، کھیل کود میں استغراق ہو اور خوف کے دن کو فراموش کر دیا گیا ہو۔ یہی حکم ان عورتوں کا ہے جو اپنا انفرادی اجتماع کریں بے پردگی سے اپنی آوازیں بلند کر رہی ہوں۔ خوش الحانی سے بآوازِ بلند اشعار پڑھ رہی ہوں۔ تلاوت، ذکرِ مشروع اور معروف طریقہ سے تجاوز کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے غافل ہوں:۔

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ.

ترجمہ: بلاشبہ تمہارا پروردگار پردے سے دیکھ رہا ہے۔

علامہ فاکہانی کا یہ کہنا کہ ایسی محفل کی حرمت میں دو علماء کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ نہ ہی اسے کوئی صاحبِ عزیمت اور صاحبِ مروت مستحسن قرار دیتا ہے ایسی محفل ان لوگوں کو میٹھی محسوس ہوتی ہے جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں۔ اور اپنے گناہوں اور خطاؤں کو کم کرنے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں۔ میں اس پر یہ اضافہ کرتا ہوں کہ وہ اسے عبادت میں شمار کرتے ہیں حرام اور ناجائز امور میں داخل نہیں سمجھتے''

یہ کلام فی نفسہ درست ہے لیکن اس محفل میں حرمت ان حرام اشیاء کی بدولت در آئی ہے جو اس کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ مولد شریف جیسے شعار کے اظہار کے لئے اجتماع اس کی حرمت کا باعث نہیں۔ بلکہ بطورِ مثال کہتا ہوں کہ ایسے امور اگر نمازِ جمعہ کے اجتماع میں واقع ہوں تو وہ بھی بالضرور قبیح اور قابلِ نفرت ہو گی۔ اس سے یہ لازم تو نہیں آئے گا کہ نمازِ جمعہ کے لئے اصل اجتماع حرام قرار پائے۔ اور یہ بات واضح ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس قسم کے امور رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ تراویح کے لئے لوگوں کے اجتماع میں ہوتے ہیں لیکن نمازِ تراویح ان امور کے باعث حرام نہیں ہو گی جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں نمازِ تراویح کے لئے اصل اجتماع سنت اور عبادت ہے اور جو امور اس سے مل گئے ہیں وہ مذموم اور ممنوع ہیں۔

امام فاکہانی نے فرمایا'' وہ مہینہ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی وہ ربیع الاول شریف ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال بھی ہوا۔ تو خوشی منانے کو اظہارِ غم پر ترجیح نہ ہوئی۔''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ولادتِ باسعادت سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم پر عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ مبارک سب سے بڑی مصیبت۔ شریعتِ مطہرہ نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ ہم نعمتوں پر شکر بجالائیں۔ اور مصائب کے اوقات میں صبر، سکون اور اخفاء سے کام لیں۔ شرع شریف نے ولادت کے وقت بچے کے عقیقہ کا حکم دیا ہے۔ یہ بچے کے باعث خوشی اور شکر کا اظہار ہے۔ موت کے موقع پر ہمیں اس نے ذبح وغیرہ کا کوئی حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ کرنے اور بے صبری کے اظہار سے روکا ہے۔ لہٰذا

قواعدِ شرع نے دلالت کی کہ اس ماہ میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کا اظہار اچھا ہے نہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ اقدس پر غم کا اظہار۔

علامہ ابنِ رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اَلْلَّطَائِف" نامی کتاب میں شیعوں کی اس بنا پر مذمت کی ہے کہ اُنہوں نے عاشوراء کے دن کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے باعث ماتم کا دن بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انبیائے کرام علیہم السلام پر مصیبتوں کے دن اور ان کے وصال کے ایام کو ماتم کے ایام قرار دینے کا حکم نہیں دیا۔ جن حضرات کا مقام ومرتبہ ان سے کم ہے ان کیلئے کب ایسا حکم ہوگا۔

امام ابوعبداللہ بن حاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "اَلْمَدْخَل" میں محفلِ میلاد پر کلام فرمایا ہے اس بارے میں ان کا کلام بہت پختہ ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس مجلس میں شکر اور شعائرِ اسلامیہ کا اظہار ہوتا ہے اس کی تعریف فرمائی اور جو حرام اور ناجائز افعال پر مشتمل ہو اس کی مذمت کی۔ میں ان کا تھوڑا تھوڑا کلام ذکر کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

محفلِ میلاد کے بارے میں فصل: جن بدعات کو لوگوں نے ایجاد کرلیا ہے اور ان کے بارے میں ان کا اعتقاد ہے کہ یہ سب سے بڑی عبادت ہے اور شعائرِ اسلام کا اظہار ہے عوام الناس کی طرف سے ماہِ ربیع الاوّل شریف میں محفلِ میلاد کا انعقاد ہے۔ یہ محفل کئی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہوتی ہے:۔

ان میں گانے بجانے کے آلات کا استعمال ہوتا ہے ان کے ساتھ شدید آواز کا باجا، بانسری اور اس کے علاوہ اور آلاتِ سماع ہوتے ہیں وہ اس حالت میں قابلِ مذمت فوائد کے حصول کو جاری رکھتے ہیں اور اس دوران ان اوقات میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرافت اور عظمت سے سرفراز کر رکھا ہے بدعات اور نت نئے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس رات کے علاوہ باقی اوقات میں سماع کے اندر خرابیاں ہیں۔ تو اس کی برائی میں کس قدر اضافہ ہوجائے گا جب اس کا ارتکاب اس باعظمت مہینہ میں کیا جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت سے نوازا اور اس میں ایسے کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے باعث ہم کو فضیلت عطاء فرمائی، اس اولین

وآخرین کے سردار کے طفیل ہم پر احسان فرمایا تو لازم ہے کہ اس عظیم نعمت کے عطیہ کے شکر میں عبادت اور نیکی میں اضافہ کیا جائے۔ اگرچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس ماہِ مقدس میں بقیہ مہینوں سے کسی عبادت کا اضافہ نہ کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر رحمت اور شفقت کے باعث تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر کرم فرماتے ہوئے عملِ خیر کو اس خوف سے ترک فرمادیا کرتے تھے کہ کہیں آپ کی امت پر فرض نہ ہو جائے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس باعظمت مہینہ کی فضیلت کی طرف اشارہ اپنے اس ارشاد میں کر دیا ہے جو ایک سائل کے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کے جواب میں تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ذَاکَ یَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِیْہِ.

ترجمہ: اس دن میری ولادت ہوئی تھی۔

اس دن کی عظمت اس ماہِ مبارک کی عظمت کو متضمن ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ ہمارے لئے مناسب یہی ہے ہم اس کا پورا پورا احترام کریں جس طرح کہ اس کے احترام کا حق ہے۔ اور ہم اس کو اس فضیلت کا حامل سمجھیں جو اللہ تعالیٰ نے فضیلت والے مہینوں کو عطاء فرما رکھی ہے اور یہ بھی انہی مہینوں سے ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:۔

اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَافَخْرَ، آدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ۔

ترجمہ: میں نبی نوع انسان کا سردار ہوں یہ میں فخر کے باعث نہیں کہتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

جگہوں اور زمانوں کی فضیلت جو ان کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے وہ اس میں کی جانے والی عبادت کے ساتھ ہوتی ہے کیوں کہ یہ بات تو یقینی ہے کہ مقامات اور اوقات کی فضیلت ان کی ذات کے اعتبار سے نہیں ہوتی۔ ان کو عظمت ان حقائق کے باعث ہوتی ہے جن کے ساتھ وہ مخصوص ہوتے ہیں۔

غور کرو کہ اللہ رب العزہ نے اس بابرکت مہینے اور پیر کے دن کو کس چیز کے ساتھ خاص فرما رکھا ہے۔ کیا تم

نہیں دیکھتے کہ اس دن روزہ رکھنے میں بہت بڑی فضیلت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اس میں ہوئی؟۔

اسی وجہ سے مناسب ہے کہ جب یہ باعظمت مہینہ شروع ہو جائے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اس کی تکریم، تعظیم اور احترام کا کما حقہ حق ادا کیا جائے کیوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فضیلت والے اوقات کو ان میں زیادہ نیکی اور کثرت سے بھلائی کے کام کرنے کے ساتھ مخصوص فرما دیتے۔ کیا تم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کو نہیں دیکھتے جس میں اُنہوں نے فرمایا کہ:۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیکی کی راہوں میں بہت زیادہ جود وسخا فرماتے اور سب سے زیادہ جود وسخا رمضان المبارک میں کیا کرتے تھے۔

لہٰذا ہم اپنی استطاعت کے مطابق فضیلت کے حامل اوقات کی تعظیم بجالائیں جیسا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بجالاتے تھے۔

اگر کوئی آدمی یوں کہے کہ فضیلت والے اوقات میں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعض اعمال کا التزام فرمایا کرتے تھے جن کا التزام اور وقتوں میں نہ فرمایا کرتے تھے۔ (اور اس بابرکت ماہ کے بارے میں کوئی ایسی روایت مروی نہیں ہے)؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا باعث یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ کریمہ معلوم ہے کہ اپنی امت پر بہت تخفیف فرمایا کرتے تھے۔ بالخصوص ان معاملات میں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اردگرد کے علاقہ کو اس کا حرم قرار دیا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظّمہ کے گرد نواح کو اس کا حرم بنایا تھا لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ اس کے اندر شکار کرنے کی اور نہ ہی اس کا درخت کاٹنے کی کوئی جزا مشروع فرمائی۔ یہ اپنی امت پر رحمت اور تخفیف کے باعث تھا۔ آپ غور فرمایا کرتے اگر (تخصیص) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہوتی اگرچہ وہ تخصیص والی چیز فی نفسہٖ فضیلت والی ہوتی لیکن اپنی امت پر تخفیف کے ارادہ سے (اس کے لئے

Marfat.com

زائد اعمال کا اہتمام) ترک کر دیا کرتے تھے۔

اس طرح سے اس باعظمت مہینہ کی تعظیم اس میں پاکیزہ اعمال کی زیادتی اور صدقات وغیرہ عبادات کی کثرت سے ہوگی۔ جو شخص اس سے عاجز ہوتو اس تعظیم کرنے والے کا کم از کم یہ حال ہوگا کہ اس شرافت والے مہینہ کی تعظیم کی خاطر حرام اور مکروہ کاموں سے اپنے دامن کو بچائے گا۔ اگرچہ یہ چیز اس کے علاوہ اور مہینوں میں بھی مطلوب ہے لیکن احترام کی خاطر اس مہینہ میں زیادہ مطلوب ہے۔ جس طرح کہ ماہِ رمضان المبارک اور دیگر حرمت والے مہینوں میں اس کی تاکید ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دین میں بدعات کو ترک کرے۔ بدعتوں اور نامناسب امور کے مقامات سے اجتناب کرے۔

بعض لوگ اس بابرکت وقت میں اس کے اُلٹ اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کہ جب یہ ماہِ معظم شروع ہو جاتا ہے ڈھول اور بانسری وغیرہ کے ذریعہ لہو ولعب کی جانب لپکنے لگتے ہیں۔

کاش وہ گانے بجانے پر اکتفاء کر لیتے بعض تو ان میں سے ایسا کر کے یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ادب بجالا رہے ہیں قرآنِ مجید کی تلاوت سے ایسی محفلِ میلاد کا آغاز کرتے ہیں۔ اور دھیان اس امر کی طرف رکھتے ہیں کہ ہیں بات کرنے کے دوران ہاتھ پاؤں ہلانے کے فن اور دلوں کو خوش کرنے کے لئے جوش دلانے والے طریقوں سے زیادہ واقف کون ہے۔ اس میں کئی طرح کا فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر وہ لوگ ان مذکور مفاسد پر ہی اقتصار نہیں کرتے بلکہ ان میں بعض ان کے ساتھ ایک اور خطرناک چیز کا اضافہ کر لیتے ہیں اور وہ یہ کہ ان کے ہاں گانے والا، نوجوان، خوش شکل، اچھی آواز، لباس اور ہیئت والا ہوتا ہے وہ غزلیں گاتا ہے۔ اپنی آواز اور حرکات میں اُتار چڑھاؤ سے کام لیتا ہے۔ محفل میں اپنے ساتھ موجود مردوں اور عورتوں میں فتنہ کا باعث ہوتا ہے دونوں جانبوں میں فتنہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور اتنا بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس کا شمار نہیں ہوسکتا۔

اکثر اوقات ایسی محفل خاوند اور بیوی کے تعلقات کو بگاڑ دیتی ہے اس کی وجہ سے ان میں جدائی پڑ جاتی ہے اور فوری طور پر زندگی کی تلخی اور فراق کا سامنا ہو جاتا ہے، جمعیتِ خاطر حاصل ہونے کے بعد وہ پراگندہ ہو جاتے

ہیں۔ یہ خرابیاں ایسے مولود کی محفل سے ترتیب پاتی ہیں جس میں راگ گانا ہوتا ہے، اگر وہ محفل راگ گانے سے خالی ہو صرف کھانا پکایا جائے نیت محفلِ میلاد کی کر لی جائے بھائیوں کی دعوت کی جائے ماسبق مذکور مفاسد سے وہ محفوظ ہو تو ایسی محفل بھی نیت کی وجہ سے بدعت ہے، کیوں کہ یہ دین میں زیادتی ہے یہ اسلاف واکابر کا عمل نہیں ہے اسلاف کی پیروی ہی بہتر ہوتی ہے۔ اسلاف میں سے کسی سے یہ نقل نہیں ہے کہ اس نے مولود شریف کی نیت کی ہو۔ ہم ان کی اتباع کرنے والے ہیں ہمیں بھی اتنی ہی وسعت دینی معاملات میں حاصل ہے جتنی ان کے لئے تھی۔

امام ابنِ حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولود شریف کی مذمت نہیں فرمائی بلکہ ان حرام اور مکروہ افعال کی مذمت کی ہے جن پر یہ محفل مشتمل ہوتی ہے۔ آپ کے کلام کے آغاز میں صراحت موجود ہے کہ اس ماہِ مبارک کو نیکی کے کاموں کی زیادتی، خیرات وصدقات کی کثرت وغیرہ عبادات کے طریقوں کو اپنانے سے مخصوص کرنا مناسب ہے۔ مولود شریف کا عمل یہی کچھ ہے جس کو ہم نے مستحسن قرار دے رکھا ہے۔ کیوں کہ اس میں تلاوتِ قرآن مجید اور کھانا کھلانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کام بھلائی ہے، نیکی ہے اور عبادت ہے۔

آخر میں امام ابن حاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا کہ ''یہ عمل بدعت ہے''۔ تو یہ یا تو ماقبل کے ارشاد کے اُلٹ ہوگا۔ یا اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ عمل بدعتِ حَسَنہ ہے جیسا کہ اس کی تقریر اس وصل کے آغاز میں ہو چکی ہے یا اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ایسا عمل کرنا تو نیکی ہے لیکن مولود شریف کی نیت کرنا بدعت ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس ارشاد سے اشارہ فرمایا ہے ''یہ عمل صرف نیت (مولود شریف) کی وجہ سے بدعت ہے اسلاف میں کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ اس نے مولود شریف کی نیت کی ہو۔'' ان کے کلام کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے صرف مولود شریف کی نیت کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ کھانا پکانا اور بھائیوں کو اس کی دعوت دینا آپ کے نزدیک ناپسند عمل نہیں ہے۔ کلام کا یہ مفہوم اس وقت بنتا ہے جب تحقیق کے ساتھ غور وفکر کی جائے آغازِ کلام کو اس میں شامل رکھا جائے کیوں کہ اس میں آپ نے اس میں نیک اعمال کے اضافے کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اس کے ساتھ آپ نے بیان فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شکر کے سلسلہ میں ہونا چاہیے کیوں کہ اس نے اس ماہِ مبارک میں حضرت سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ مولود شریف کی نیت کا مفہوم یہی ہے۔ تو یہ کچھ کس طرح مذموم ہوگا جب کہ ابتداء میں آپ نے اس پر ترغیب دلائی ہے۔

لیکن صرف نیکی کا کام کرنا اور اس کے ساتھ جو اُنہوں نے فرمایا کہ اس نیکی کے کام کے ساتھ کوئی نیت نہ کی جائے تو اس کا تو تصور ہی ممکن نہیں اور اگر تصور کر ہی لیا جائے تو وہ عمل عبادت نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر کوئی ثواب مرتب ہوگا کیوں کہ عبادت کا عمل بغیر نیت کے نہیں ہوتا۔ اور اس محفل میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے سوا کوئی اور نیت نہیں ہے کہ اس نے اس عظیم الشان مہینے میں اس نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ مولود کی نیت کا معنی بھی یہی ہے اور یہ بلاشبہ مستحسن نیت ہے۔ اس میں خوب غور کرو۔

زاں بعد امام ابن حاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ کچھ لوگ مولود شریف کی محفل کا انعقاد صرف تعظیم کی خاطر نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے ذمہ اس کی کچھ سونا چاندی ہوتی ہے۔ جو اس نے کئی موقعوں اور خوشی کی تقریبات میں دی ہوتی ہے۔ وہ اس کو واپس لینا چاہتا ہے لیکن وہ اس کے مانگنے پر شرم محسوس کرتا ہے اس پر وہ سوال کی شرمندگی سے بچنے کے لئے محفلِ میلاد کا انعقاد کرتا ہے تاکہ یہ محفل لوگوں کے ہاں موجود اس کے مال کے جمع ہونے کا سبب بنے۔ اسی صورت میں تو اس میں کئی طرح کے مفاسد ہیں:۔

ایسی محفل کا داعی نفاق کی صفت سے متصف قرار پائے گا کیوں کہ نفاق یہی ہے کہ جو کچھ دل میں ہے اس کا اُلٹ ظاہر کیا جائے۔ اس کا ظاہر حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ مولود شریف منعقد کر رہا ہوتا ہے اور دارِ آخرت کی بھلائی اس کا مطلوب ہے لیکن اس کے دل میں یہ نیت ہوتی ہے کہ میں سونا چاندی جمع کروں۔

اور کچھ لوگ تو محفلِ میلاد کا انعقاد درہم و دینار کے اکٹھا کرنے، لوگوں کی اس پر تعریف اور ان کی طرف سے اِعانت کی غرض سے منعقد کرتے ہیں۔ اور اس میں بھی بہت سے مفاسد ہیں جو پوشیدہ نہیں ہیں۔

اور اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا کہ اس کی مذمت درست نیت کے حاصل نہ ہونے کے باعث ہے اصل مولود شریف میں تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

جملہ حقوق محفوظ

حنفی مذہب وصوفی مشرب کے صحیح عقائد کی کتابوں کا سلسلہ نمبر

نداءِ یارسول اللہ حصہ چہارم

یعنی

الاستمداد والتوسل

اس میں امداد و توسل کے معرکۃ الآراء مسئلہ پر چار اصولوں سے شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے (۱) قرآن مجید (۲) احادیث صحیحہ (۳) قیاس (۴) اجماع اُمّت علاوہ اس کے منکرین کے مشہور و معروف اعتراضوں کے جواب بھی عقلی و نقلی دلائل سے دیئے گئے ہیں - اگر منکر عقلِ سلیم سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا - تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے تمام شکوک شبہات جاتے رہیں گے

سنہ ۱۳۷۶ھ
۱۹۵۷ء

احکامِ طہارت

مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

مظہرِ علم لاہور

صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

شیخ کبیر علامہ شہیر حضرت مخدوم مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

المتولد ۱۱۰۴ھ المتوفی ۱۱۷۴ھ

شیخ الاسلام

حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صدر الصدور حیدرآباد دکن انڈیا

مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی مدظلہ

مظہر علم لاہور

من جوامع الكلم

- ١ -

النسائيات

من الأحاديث النبوية الشريفة

مبوبة مشروحة شرحاً موجزاً وافياً مع تراجم الصحابة

تحقيق وشرح

فضيلة الأستاذ الشيخ محمد صالح فرفور

مظاهر علم

یا جماعت اہل السنت

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

یا دافع البلاء والوباء

حنفی مذہب صوفی مشرب کے صحیح عقائد کا سلسلہ نمبر ۲

نداء یا رسول اللہ حصہ اول

مع حصہ دوم یعنی

زیارت قبور مع زیارت روضہ مقدسہ

ندا یا رسول اللہ کو اب چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول طبع ثانی ترمیم شدہ ۔حصہ دوم زیارت قبور و زیارت روضہ مقدسہ یہ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب زیارت قبور کا جواب ہے جو انہوں نے غلط فہمی سے استدلال کیا ہے ۔اس کا عالمانہ جواب دیا گیا ہے ۔اور حصہ سوم حیات الانبیا والاولیا طبع ثانی ترمیم شدہ حصہ چہارم الاستمداد والتوسل جس میں انبیا و اولیا سے مدد مانگنے اور ان کا وسیلہ کرنے کا ثبوت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے دیا گیا ہے ۔ان چاروں حصوں کے پڑھ لینے سے تمام اختلافی شبہات اور اعتراضات مٹ جاتے ہیں

مصنفہ ابو البشیر محمد صالح علوی بن حضرت مولانا محمد حشمت علی صاحب مجددی
میترانوالی ــــــــ ضلع سیالکوٹ ــــــــ (مغربی پاکستان)

۱۹۵۷ء ۱۳۷۶ھ

بار دوم

منزل مظہرِ علم شاہدرہ لاہور